اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵۱

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند [illegible]

نمبر ۹۷	۲۸ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۲ھ	یوم سہ شنبہ	مطابق ۱۳ فروری سنہ ۱۹۳۴ء	جلد ۲۱

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ صـ۲
بانی آریہ سماج کی عجیب پوزیشن صـ۳
گاندھی جی ہندوؤں کی نظر میں صـ۴
احمدیت کے اصول (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی معرکۃ الآرا تقریر بمقام قصور) صـ۵
گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت نومبر ۱۹۳۳ء
سرکاری اعلان۔ نمونہ جات زلزلہ کے متعلق چشم دید بیانات صـ۹
اشتہارات۔ صـ۱۰
خبریں۔ صـ۱۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

توکل کرنے والے اور خدا کی طرف جھکنے والے

فرمایا۔ "توکل کرنے والے۔ اور خدا کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے۔ اس کو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی۔ سنت اللہ یہی چلی آتی ہے۔ کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں۔ وہ اس کو پاتے ہیں۔ اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ وہ اس سے محروم رہتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے۔ وہ اگر چند روز مکر و فریب سے کچھ حاصل بھی کرلیں۔ تو وہ لاحاصل ہے۔ کیونکہ آخر ان کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گزرے ہیں۔ جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پروا نہ کی۔ ہندوستان میں قطب الدین اور معین الدین خدا کے اولیاء گزرے ہیں۔ ان لوگوں نے پوشیدہ خدا کی عبادت کی۔ مگر خدا نے ان کی عزت کو ظاہر کر دیا۔ ہم نے بٹالہ میں ایک پیرزادہ کو دیکھا۔ کہ وہ اپنی زمین کے مقدمات کے واسطے غبار آلودہ ہوا کسی ڈپٹی کے پیچھے پھرتا تھا۔ میں حیران ہوا کہ اگر اس شخص میں سچی نیکی ہوتی۔ اور یہ خدا پر توکل کرنے والا ہوتا۔ تو ایسے مکدرات میں کیوں گرتا۔" (الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۷ء)

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۰ فروری آٹھ بجے صبح بذریعہ موٹر چند دنوں کے لئے مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے۔ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کو حضور نے ان ایام کے لئے مقامی جماعت کا امیر مقرر فرمایا۔

نصرت گرلز ہائی سکول قادیان کے نصاب اور تعلیم میں اصلاح کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو کمیشن مقرر کیا۔ اور جو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن۔ جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال۔ ایم۔ اے ناظر اعلیٰ۔ خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ۔ اور ہیڈ ماسٹر صاحبان نصرت گرلز ہائی سکول مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول پر مشتمل ہے۔ اس نے اپنا کام ۱۰ فروری سے شروع کر دیا ہے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کے تمام مبلغین ۱۲ فروری کو اپنے حلقہ جات میں بغرض تبلیغ روانہ کر دیئے گئے۔

اخبار احمدیہ

قبولیت دعا

چودھری قائم خان صاحب ساکن کوہالی کا لڑکا مسمی عبداللہ خان ایک فوجداری مقدمہ میں مع دس آدمیوں کے قید ہوگیا۔ شروع دسمبر ۱۹۳۳ء میں حافظ فتح محمد صاحب احمدی کوہالی میں تشریف لائے۔ اور چودھری قائم خان صاحب نے کہا۔ کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھیں۔ اگر میرا لڑکا رہا ہو جائے۔ تو میں معہ اہل و عیال احمدیت قبول کرلوں گا۔ حافظ صاحب نے مجھ سے حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھوایا۔ پانچ چھ روز کے بعد اس کا جواب آیا۔ کہ حضرت صاحب نے عبداللہ خان کی رہائی کے لئے دعا کی۔ خدا تعالیٰ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو قید سے رہائی دے گا۔" چنانچہ حضور کی دعا قبول ہوئی۔ اور اعلےٰ عدالت سے عبداللہ خان صاحب معہ اپنے ساتھیوں کے یکم فروری کو رہا ہو گئے۔ خاکسار عاشق محمد خان ڈھیسیاں ضلع گورداسپور۔

درس قرآن

۱۔ حسب الحکم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز موسیٰ بنی میں مولانا عبدالرحیم صاحب نے درس دینا شروع کردیا ہے۔ علاوہ احمدی احباب کے غیر احمدی دوست بھی شریک ہوتے ہیں۔ خاکسار ریاض الدین از موسیٰ بنی۔

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کے زیر اثر بندہ نے مستقل طور پر درس قرآن بوقت شام شروع کردیا ہے۔ خاکسار عطا محمد قلعہ شیخوپورہ۔

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کے ماتحت محمود آباد اسٹیٹ (سندھ) کے احمدی احباب میں باقاعدہ درس قرآن کریم شروع کردیا گیا ہے۔ خاکسار خوشی محمد بی۔ ایس سی منیجر محمود آباد اسٹیٹ (سندھ)

۴۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ ۲۶۔ جنوری ۱۹۳۴ء مندرجہ اخبار الفضل یکم فروری کے ماتحت جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ نے ۷۔ فروری ۱۹۳۴ء سے درس قرآن کریم کا سلسلہ جاری کردیا ہے۔ خاکسار بعد نماز صبح مسجد احمدیہ میں درس دیتا ہے۔ خاکسار مرزا عبداللہ بیگ از مالیر کوٹلہ۔

۵۔ خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی سابقہ تحریکوں کی

تعمیل میں درس القرآن کے تین دور پاک پٹن میں ختم کرچکا ہے چوتھے دور میں دس پارے ختم ہوچکے ہیں۔ خاکسار غلام احمد۔ ایڈووکیٹ۔ پاک پٹن۔

شکریہ

محترمہ سلطانہ محمودہ بیگم صاحبہ زوجہ شیخ محمد محسن صاحب بنت شیخ مشتاق حسین صاحب گوجرانوالہ نے دس روپے کا منی آرڈر بھیجکر دو غیر مستطیع اصحاب کے نام چھ چھ ماہ کے لئے اخبار الفضل مفت جاری کرادیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے (منیجر الفضل)

دہلی میں آریہ سماج سے مناظرہ

یکم فروری ۱۹۳۴ء کو جماعت احمدیہ دہلی کا آریہ سماج چاوڑی بازار کے ساتھ نکتی کے مضمون پر مناظرہ ہوا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ماسٹر محمد حسن صاحب آسان مناظر تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مناظرہ میں خاص کامیابی حاصل ہوئی۔ اور ہمارے دوستوں کے سامنے بعض ہندوؤں نے اقرار کیا۔ کہ جماعت احمدیہ کا مناظر اپنے طرز بیان۔ اور دلائل کے لحاظ سے آریہ سماج کے مناظر پر غالب تھا۔ ماسٹر آسان صاحب کو آریہ سماج کے عقائد اور ان کے متعلقہ مضامین پر خاص عبور حاصل ہے۔ اور جماعت دہلی عموماً ان کی خدمات سے فائدہ حاصل کرتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر دے۔ خاکسار عبدالواحد از دہلی

تبلیغی ٹریکٹوں کی ضرورت

خاکسار انشاء اللہ تعالیٰ ۲۴ اپریل ۱۹۳۴ء تک بغرض تبلیغ اضلاع سرگودھا۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ سیالکوٹ کا سفر اختیار کرے گا۔ جو احباب تبلیغی ٹریکٹ رستہ میں تقسیم کرنے کے لئے بھیج سکتے ہوں بھیجدیں۔ خاکسار (ماسٹر) محمد شفیع شاد مدرسہ مٹھ ٹوانہ سٹیشن۔ ضلع سرگودھا۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کا بچہ بیمار ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد امین۔ از لاہور۔

۲۔ مکرمی محمد سلیمان صاحب بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے احباب دعا کریں۔ خاکسار محمد شفیع خاں مظفر نگر۔

۳۔ عزیز مسعود احمد سخت بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار ڈاکٹر نور احمد۔ چک نمبر ۳۰ ج۔ ب۔

۴۔ عاجز کی اہلیہ بیمار ہے صحت کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار خواجہ محمد شریف۔ از قادیان۔

۵۔ احباب میرے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ خاکسار سبحان علی از دہلی۔

۶۔ میرا لڑکا محمد بشیر بیمار ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور احباب جماعت سے استدعا ہے۔ کہ اسکی صحتیابی اور درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد شریف ڈیرہ بابا نانک۔

۷۔ میرے بھائی۔ اور بھاوج کے لئے احباب دعا کریں خاکسار محمد عبدالحق۔ بھوماں وڈالہ ضلع امرتسر

۸۔ میرے بھائی عبدالحمید صاحب کا پاؤں خراب ہوگیا تھا۔ اس کا اپریشن کیا گیا ہے احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار عبدالرشید از قادیان۔

دعائے مغفرت

۱۔ میرے دادا جناب میاں قطب الدین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابہ میں سے تھے۔ چند روز بیمار رہ کر ۲۹۔ جنوری ۱۹۳۴ء کو اپنے وطن۔ موضع گھوگھیاٹ ڈاکخانہ میانی ضلع شاہ پور میں وفات پا گئے ہیں۔ احباب ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل۔ قادیان۔

۲۔ میری نانی صاحبہ نواب بی بی اہلیہ جناب پیر برکت علی صاحب مرحوم ساکن دنمل ضلع گجرات ۲۰۔ جنوری ۱۹۳۴ء کو فوت ہوگئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت نیک اور سخی تھیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار پیر عبدالعلی چک نمبر ۲۴ سندھ۔

قرض کی تحریک میں شریک ہونے والوں کیلئے ضروری اعلان

گزشتہ پرچہ میں ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی جو تحریک شائع کی گئی ہے۔ اس کی طرف احباب کو جلد سے جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اس بات کا انتظار نہ کیا جائے۔ کہ مارچ کے شروع میں رقوم ارسال کی جائیں گی کیونکہ ضرورت فوری ہے۔

اگرچہ اس قرضہ کی واپسی کے متعلق گزشتہ مضمون میں تفصیل کے ساتھ لکھا جاچکا ہے۔ اور یقین دلایا جاچکا ہے۔ کہ مقررہ میعاد کے اندر اندر انشاء اللہ سب رقوم بے باق کردی جائیں گی۔ اس بارے میں مزید گزارش یہ ہے کہ بذریعہ قرعہ اندازی ماہوار واپسی کی رقم ایک ہزار ہوگی۔ اور پانسو روپیہ ہر ماہ اس غرض سے علیحدہ رکھا جاتا رہے گا۔ کہ اگر کسی بھائی کو فوری طور پر روپیہ واپس لینے کی ضرورت پیش آجائے۔ تو اسے قرعہ اندازی میں نام نکلنے یا میعاد ختم ہونے تک انتظار میں نہ رکھا جائے۔ بلکہ فوراً رقم ادا کردی جائے۔ یہ صورت نہایت ہی موزوں اور مناسب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اپنے گھر میں روپیہ رکھنے کی بجائے سلسلہ کے بیت المال میں رکھ کر ثواب حاصل کیا جائے۔ اور جب ضرورت ہو۔ واپس لے لیا جائے۔ پس جو اصحاب کم از کم سو روپیہ تک اس مد میں دے سکتے ہوں۔ انہیں فوراً اپنی رقوم جناب خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ قادیان کے نام ارسال کردینی چاہئیں۔

ضروری اعلان

زلزلہ کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے مضمون ختم فرمادیا ہے۔ اور پریس میں چھپنے کے لئے دیدیا گیا ہے جس قدر تعداد میں جماعتیں منگوانا چاہیں۔ بہت جلد اطلاع دیں۔ تاکہ اس کے مطابق چھپوایا جائے۔ اسکی قیمت عہ سینکڑہ ہے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ شوال ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

بانیٔ آریہ سماج کی عجیب پوزیشن

آریہ ستیارتھ پرکاش کو قابل عمل نہیں سمجھتے

عقدۂ لاینحل

آریہ سماج میں بانیٔ آریہ سماج کی پوزیشن ایک عقدۂ لاینحل بنی ہُوئی ہے۔ بے چارے آریہ سماجی نہ تو انیسویں صدی کے اس "مہرشی" کے عجیب وغریب احکام اور ارشادات پر عمل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وُہ نہ صرف اپنی نوعیت کے لحاظ سے ناقابلِ عمل ہیں۔ بلکہ عقلِ سلیم اور فطرت انسانی کے خلاف ہونے کے باعث غیرت وحمیت کش بھی ہیں۔ اور نہ ویدک دھرم کے "اس مصلح اعظم" کے جُوئے سے اپنی گردن نکالنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح انہیں اپنے دھرم میں حسب منشاء کتر بیونت کرنے کا موقعہ حاصل ہے۔

آزاد خیال آریہ

ظاہر ہے۔ کہ کوئی معقول پسند اور آزاد خیال آریہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ خاص کر اس حالت میں جبکہ اس پر یہ بات واضح ہو چکی ہو۔ کہ بانیٔ آریہ سماج سوامی دیانند جی نے کئی باتیں ایسی بیان کی ہیں۔ جو ویدوں کے صریح خلاف ہیں۔ اور جن سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ویدوں کے منتروں کے مطالب سمجھنے میں سخت غلطی کھائی ہے۔ انہی حالات میں آریہ سماج کے ایک بہت بڑے وِدوان پنڈت وشوبندھو صاحب ایم۔ اے پرنسپل برہم مہا ودیالہ لاہور اور ان کے ہم خیال اصحاب نے بانیٔ آریہ سماج کی کئی باتوں سے کھلم کھلا اپنے اختلاف کا اظہار کیا۔ اور دلائل کے ساتھ یہ دعوٰے کیا۔ کہ

"سوامی دیانند نے ویدوں کے ترجمہ میں غلطیاں کی ہیں۔ اور کوئی وِدوان ان کے مطالب کو صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔ ویدوں کے متعلق سوامی دیانند جی کی یہ تھیوری کہ وید الہامی ہیں۔ اور سرشٹی آتپن ہوتے ہی (یعنی دُنیا کی پیدائش کے ساتھ ہی) چار رشیوں پر نازل ہوئے قطعی بے بنیاد اور فرضی ہے۔" (شیر پنجاب ۷ جنوری)

آریوں کی بے جا کوششیں

اس پر چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ آریہ سماجی ان کی باتوں پر سنجیدگی اور متانت کے ساتھ غور کرتے۔ اور جُرأت وحوصلہ کے ساتھ بانیٔ آریہ سماج کی غلطیوں کا اعتراف کر لیتے۔ مگر ایسا نہ کیا گیا۔ بلکہ برخلاف اس کے یہ کوشش کی گئی۔ کہ زبانی منت وسماجت کرنے کے علاوہ اخبارات کے ذریعہ دباؤ ڈال کر پنڈت وشوبندھو جی کا مونہہ بند کر دیا جائے۔ لیکن جب اس میں انہیں کامیابی نہ ہُوئی۔ تو آریہ پرادیشک پرتی ندی سبھا کا جنرل اجلاس منعقد کر کے پنڈت صاحب موصوف کو اپنے ڈھب پر لانے کی کوشش کی گئی۔ اس موقعہ پر جہاں پنڈت صاحب کو مرعوب کرنے کے لئے "آچاریہ پد" سے برطرف کرنے کا ریزولیوشن پیش کیا گیا وہاں ان کی منت وسماجت کرنے میں بھی حد کر دی گئی۔ مہاتما ہنسراج جی جنہیں اس وقت آریہ سماج میں سب سے بڑا درجہ حاصل ہے۔ اور جن کے پایہ کا کوئی اور آریہ لیڈر نہیں سمجھا جاتا۔ انہوں نے بھرے اجلاس میں پنڈت صاحب موصوف کو مخاطب کر کے کہا۔ "میری آواز میں اگر کوئی اثر ہے۔ تو میں ان کے پاؤں پر ہاتھ رکھتا ہوں۔ کہ وُہ اس مشکل سے آریہ سماج کو بچائیں۔ ایک بار پھر میں بڑے نمر بھاؤ سے نویدن کرتا ہوں۔ کہ میں ان کے پاؤں چومتا ہوں۔ وُہ اس اپیل کو مان لیں۔ اور سب لوگ ان کے احسان مند ہونگے۔"

آریوں کی آہ وزاری

مندرجہ بالا الفاظ پیش کرتا ہُوا اخبار "آریہ ویر" (۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء) لکھتا ہے:-

"مہاتما جی جب یہ کہہ رہے تھے۔ تو ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ مہاتما جی خود بھی اس وقت آنسو ضبط نہ کر سکے۔ شری سوامی سروانند جی بھی پاس ہی بیٹھے تھے۔ انہوں نے پنڈت وشوبندھو جی سے کہا۔ کہ اب موقعہ ہے۔ اداریتا دکھلاؤ۔ اور جھگڑا ختم کرو۔ لیکن پنڈت وشوبندھو خاموش رہے۔"

اس سے ایک طرف تو پنڈت وشوبندھو جی کی اس پوزیشن کا پتہ لگتا ہے جس نے مہاتما ہنسراج جی ایسے آریہ لیڈر کو ان کے پاؤں چومنے۔ اور ان کے سامنے آنسو بہانے پر مجبور کر دیا۔ اور دوسری طرف یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے بانیٔ آریہ سماج سے اختلافات کوئی معمولی اختلافات نہیں۔ بلکہ ایسے اہم اور اتنے قوی ہیں۔ کہ ان کے مقابلہ میں مہاتما ہنسراج جی۔ اور تمام دوسرے آریوں کے آنسو پنڈت جی کو بال بھر بھی ان سے نہ ہٹا سکے۔

آریوں کا آخری حربہ

آخر متفقہ طور پر نہیں۔ بلکہ کثرت رائے سے یہ ریزولیوشن پاس کر دیا گیا۔ کہ "پنڈت وشوبندھو کو دیانند براہم مہا ودیالہ لاہور کے آچاریہ پد سے پرتھک کر دیا جائے۔"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ گو آریوں میں ابھی کثرت ایسے لوگوں کی ہے جو بانیٔ آریہ سماج کی ہر بات کو عقل وفکر سے کام لئے بغیر اندھا دُھند زبانی طور پر ماننے کے حق میں ہیں۔ خواہ عملی طور پر ان کا بھی وُہی رویہ ہو۔ جو پنڈت وشوبندھو جی کا ہے۔ تاہم ان میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو کھلم کھلا رشی دیانند جی کی غلطیوں کا اقرار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ پرتی ندی سبھا کا جنرل اجلاس پنڈت وشوبندھو جی کے خلاف متفقہ ریزولیوشن نہ پاس کر سکا۔

آریہ سماج اور سوامی دیانند

وُہ آریہ جنہوں نے پنڈت وشوبندھو جی کو محض اس لئے براہم مہا ودیالہ لاہور کے آچاریہ پد سے برطرف کر دیا۔ کہ وُہ بانیٔ آریہ سماج کی طرف بعض غلطیاں منسُوب کرتے۔ اور ان کے بعض خیالات کو نادرست سمجھ کر ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔ انہوں نے جہاں اپنے اس دعوٰے کو غلط ثابت کر دیا۔ کہ "سوامی دیانند محض ویدک دھرم کے ایک پرچارک تھے۔ آریہ سماج انہیں پیغمبر نہیں مانتا۔ اور نہ مسلمانوں کی طرح ان کی نبوت پر ایمان لانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔" (شیر پنجاب ۷ جنوری) وہاں انہوں نے یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ "آریہ سماج میں مہرشی دیانند کی وہی پوزیشن ہے۔ اور ہونی چاہیئے۔ جو دوسرے مذاہب میں ان کے بانیوں کی ہے۔ مثلاً سکھ دھرم میں جو پوزیشن گورو نانک دیو کی ہے عیسائی مذہب میں جو پوزیشن حضرت مسیح کی ہے۔ یا اسلام میں جو پوزیشن حضرت محمدؐ کی ہے۔ وُہی پوزیشن بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر سوامی دیانند کی آریہ سماج میں ہونی چاہیئے۔ بالفاظ دیگر جس طرح کوئی سکھ گورو نانک دیو کی بانی سے۔ کوئی عیسائی حضرت مسیح کے خیالات سے۔ اور کوئی مسلمان حضرت محمدؐ کے ارشادات سے اختلاف نہیں کر سکتا۔ اسی طرح کسی آریہ سماجی کو بھی مہرشی دیانند کے خیالات سے اختلاف رائے رکھنے یا اس کے اظہار کی اجازت نہیں۔" (گورو گھنٹال ۱۳ جنوری)

دو قابل غور باتیں

اس کے متعلق دو باتیں قابل غور ہیں۔ ایک تو یہ کہ گیا رشی دیانند جی نے ویدک دھرم میں

اپنی پوزیشن ایسی مقرر کی ہے جیسی کہ بعض آریہ سماجی انہیں بنانا چاہتے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ کیا وہ آریہ سماجی جنہوں نے پنڈت وشوبندھو جی کو رشی دیانند کی بعض باتوں سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے ان کے خلاف شور مچا رکھا۔ اور انہیں آریہ سماج سے نکال دینا ضرور قرار دے رہے ہیں۔ خود عملی طور پر رشی دیانند جی کی تمام باتوں کو درست سمجھتے ہوئے ان پر عمل کر رہے ہیں؟

رشی دیانند جی کی خود قائم کردہ پوزیشن

پہلی بات کے متعلق تو رشی دیانند جی کے حسب ذیل الفاظ فیصلہ کُن ہیں۔ جو انہوں نے اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش" کے دیباچہ میں لکھے۔ کہ

"اس کتاب میں بھول چوک یا درست کرنے یا چھاپنے میں کوئی غلطی رہ گئی ہو۔ تو اس کے معلوم ہونے پر جس طرح صحیح ہوگا۔ کر دیا جائے گا۔ جو شخص بنظر عام انسانی ہمدردی کچھ جتائے گا۔ اس کے صحیح ثابت ہونے پر اس کی رائے منظور کی جائے گی"۔

گویا رشی دیانند جی "ستیارتھ پرکاش" کو جسے انہوں نے آریوں کی راہ نمائی کے لئے لکھا۔ اور جس میں درج شدہ امور پر عمل کرنا ضروری قرار دیا غلطیوں سے منزہ نہیں مانتے۔ بلکہ اس میں بھول چوک کا امکان تسلیم کرتے ہوئے یہ خواہش ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی بھول چوک بتائیگا تو اس کی اصلاح کر لی جائے گی۔ پس جبکہ "ستیارتھ پرکاش" میں اس کے مصنف کے نزدیک بھی بھول چوک ہو سکتی ہے۔ اور جبکہ نہ صرف کسی آریہ سماجی کا بلکہ خود رشی دیانند جی کا یہ دعوےٰ نہیں۔ کہ ستیارتھ پرکاش" کا ایک ایک لفظ ایشوری گیان ہے۔ یا یہ کہ انہیں ایشوری گیان حاصل تھا۔ اور اس وجہ سے ویدوں کے ارتھ بیان کرنے اور دوسری باتیں پیش کرنے میں انہیں دوسرے انسانوں سے فضیلت حاصل تھی۔ تو پھر پنڈت وشوبندھو نے جو ایک لائق وِدوان انگریزی ہندی۔ اور سنسکرت کے عالم ہیں۔ آپ کے دل میں آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند کی عزت بھی کسی دوسرے آریہ سماجی سے کم نہیں" (گورو گھنٹال ۱۳- جنوری) جب بھول چوک بتاتے ہیں۔ تو ان کی رائے کیوں منظور نہیں کی جاتی؟ اور کیوں الٹا ان کے خلاف شور مچایا۔ اور آریہ سماج سے خارج کر دیا جاتا ہے؟

آریوں کا عمل دیانند جی کے احکام کے خلاف

دُوسری بات کے متعلق یہ گزارش ہے۔ کہ اگر سوامی دیانند جی کی کسی غلطی کو غلطی سمجھنا۔ اور اسے اپنے لئے ناقابل تسلیم۔ اور ناقابل عمل قرار دینا اتنا ہی بڑا جُرم ہے۔ کہ اس کا ارتکاب کرنے والا آریہ سماجی نہیں کہلا سکتا۔ اور آریہ سماج میں رہنے کا اُسے کوئی حق نہیں ہو سکتا۔ تو تمام آریوں کو اپنے گریبان میں مونہہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے۔ کہ وُہ ستیارتھ پرکاش میں درج شدہ احکام پر کہاں تک عمل کر رہے ہیں۔ اور کیا عملی لحاظ سے وُہ خود بھی اسی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ جس میں پنڈت وشوبندھو جی ہیں؟

ڈاڑھی نہ رکھنے کے حکم کی خلاف ورزی

سب سے اوّل ہم مہاتما ہنسراج جی کے متعلق ہی یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ انہوں نے نہ معلوم کب سے بڑی لمبی ڈاڑھی اور مونچھیں رکھی ہُوئی ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنا نہ صرف سوامی دیانند جی کے اپنے طریق عمل کے سراسر خلاف ہے۔ بلکہ ان کے ارشاد کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ سوامی جی "ستیارتھ پرکاش" صفحہ ۲۹۶۔ ایڈیشن چہارم میں تحریر فرماتے ہیں۔

"برہمن کے سولھویں کشتری کے بائیسویں ویش کے چوبیسویں سال میں کیشانت کرم" (بال اتارنا) یعنی حجامت مونڈن ہو جانا چاہیئے۔ یعنی اس رسم کے بعد صرف چوٹی رکھ کر باقی ڈاڑھی مونچھ اور سر کے بال ہمیشہ منڈواتے رہنا چاہیئے۔ اور پھر کبھی نہ رکھنا چاہیئے"۔

اس کے ساتھ ہی اس حکم کی یہ حکمت بیان کی ہے۔ کہ

"سر پر بال رہنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس سے عقل کم ہو جاتی ہے۔ ڈاڑھی۔ مونچھ رکھنے سے کھانا پینا اچھی طرح نہیں ہو سکتا اور جوٹھ بھی بالوں میں رہ جاتی ہے۔"

ایسے صاف اور واضح حکم کی موجودگی میں مہاتما ہنسراج کا ڈاڑھی اور مونچھیں رکھنا حیرت انگیز امر ہے۔ اور عام آریوں میں تو شاید ہی کوئی پُورے طور پر اس حکم کو قابل عمل سمجھتا ہو؟

کنواری لڑکیوں کے متعلق حکم کی خلاف ورزی

پھر سوامی دیانند جی نے کنواری لڑکیوں کے متعلق لکھا ہے۔ "حیض آنے سے تین برس بعد لڑکی خاوند تلاش کرے۔ اور جو اپنے لائق ہو۔ اس کو بیاہے"۔

مگر آریوں نے قطعاً اس حکم کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ اور اپنے سوامی کے عطا کردہ حق سے اپنی لڑکیوں کو فائدہ اٹھانے کا کبھی موقعہ نہیں دیتے۔

اولاد کا تبادلہ کرنے کے حکم کی خلاف ورزی

پھر سوامی جی نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ آریوں کو اپنی اولاد اوصاف کے لحاظ سے تبدیل کرتے رہنا چاہیئے۔ مثلاً اگر رام جو برہمن ہے۔ اس کے لڑکے یا لڑکی کی عادات و صفات برہمنوں جیسی نہیں۔ بلکہ شودروں جیسی ہیں۔ تو اسے کسی شودر کے حوالے کر دینا چاہیئے۔ اور اگر کسی شودر کے لڑکے یا لڑکی میں برہمن کی سی صفات پائی جائیں۔ تو اسے برہمن کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ اس طرح تقسیم اولاد پر سوامی جی نے بے حد زور دیا ہے اور اسے نہایت مفید و ضروری قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔

"جس جس شخص کے جس جس ورن کے لائق اوصاف و کام ہوں۔ اس ورن کا اس کو حق دینا ایسی آئین رکھنے سے سب لوگوں کا ترقی کی طرف میلان رہتا ہے۔ کیونکہ اعلےٰ ورنوں کو خوف ہوگا۔ کہ اگر ہماری اولاد جہالت وغیرہ عیب والی ہوگی۔ تو شودر ہو جائے گی۔ اور اولاد بھی ڈرتی رہیگی کہ اگر ہم مذکورہ بالا چلن اور علم والے نہ ہونگے۔ تو شودر ہونا پڑیگا" (ستیارتھ ۱۰۶)

مگر آریہ سماج اس وقت تک کی اپنی ساری زندگی میں کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کر سکتی جس میں اس تعلیم پر عمل کیا گیا ہو یعنی کسی برہمن کے لڑکے یا لڑکی کو شودر کے حوالے کر دیا گیا ہو۔ یا کسی شودر کی اولاد کو برہمن نے اپنی اولاد بنا لیا ہو۔ حالانکہ آریہ سماج میں شور مچا ہُوا ہے کہ ان کی اولاد دھرم سے بالکل متنفر ہو رہی۔ اور دہریت کی گود میں جا رہی ہے؟

بیواؤں کی شادی نہ کرنے کی خلاف ورزی

اسی سلسلہ میں ایک نہایت مشہور مثال یہ بھی پیش کی جا سکتی ہے۔ کہ سوامی دیانند جی نے بیوہ عورتوں اور رنڈوے مردوں کی دوبارہ شادی کی قطعی ممانعت کی ہے۔ بخیال خویش ایسی شادی کے کئی ایک نقائص گناتے ہیں اور بالآخر یہ حکم دیا ہے۔ کہ" برہمن۔ کھشتری۔ اور ویش ورنوں میں کھشت یونی عورت اور کھشت ویرج مرد (جن کی مجامعت ہو چکی ہو) کا پنر دواہ (مکرر بیاہ) نہ ہونا چاہیئے"۔ (ستیارتھ صفحہ ۱۳۰)

پھر لکھتے ہیں:۔ "دوجوں میں عورت اور مرد کا ایک ہی بار بیاہ ہونا وید آدی شاستروں میں لکھا ہے۔ دوسری بار نہیں"۔ (ستیارتھ صفحہ ۱۳۴)

لیکن آریہ صاحبان کھلم کھلا اس حکم کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے۔ اور بڑے اہتمام کے ساتھ بیواؤں کی شادیاں کرا رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں سوامی دیانند جی نے نیوگ کے متعلق جو حکم دیا ہے۔ اسے بالائے طاق رکھے ہُوئے ہیں۔ اور اس پر ظاہرہ طور پر عمل کرنے کی کوئی ایک مثال بھی پیش کرنے کے لئے تیار نہیں؟

ان مثالوں سے جن میں اور بھی بہت کچھ اضافہ کیا جا سکتا ہے ظاہر ہے کہ آریہ سماجی خواہ زبانی طور پر دُوسروں کو دکھانے کے لئے بانی آریہ سماج کو کوئی درجہ بھی دیں۔ لیکن عملی طور پر ان کے احکام کو قطعاً قابل عمل نہیں سمجھتے۔ اور کھلم کھلا ان کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ان حالات میں پنڈت وشوبندھو صاحب کے خلاف محض اس لئے شور مچانا کہ بالفاظ "گورو گھنٹال" (۱۳- جنوری) "وُہ اپنے خیالات کو بعض دُوسرے آریہ سماجیوں کی طرح مکاری سے چھپاتے نہیں۔ بلکہ ان کا اظہار کر دیتے ہیں"۔ نہایت ہی بے معنی ہے؟

گاندھی جی ہندوؤں کی نظر میں

گاندھی جی نے سیاسیات میں ناکامی کے بعد اپنے لئے اب جو میدان عمل تجویز کیا ہے۔ یعنی اچھوت اقوام کو ہندوؤں میں جذب کرنے کی کوشش یہ ان کے لئے پہلے سے بھی زیادہ خارزار ثابت ہوگا۔ کیونکہ ایک طرف تو اچھوت ان پر کسی قسم کا اعتماد نہیں رکھتے۔ اور دوسری طرف راسخ الاعتقاد ہندو انہیں ہندو دھرم کا دشمن قرار دے رہے ہیں۔ حال ہی میں ورن آشرم سوراجیہ سنگھ کا ایک جلسہ ہوشیار پور میں ہُوا جس میں بڑے بڑے سناتنی پنڈتوں اور سوامیوں نے گاندھی جی کے خلاف پُر زور تقریریں کیں۔ ایک گو سوامی جیون دت نے تو یہاں تک کہہ دیا۔ کہ" اب گاندھی نے ہمارا دھرم بھرشٹ کر دیا ہے۔ گاندھی کو جو اخبار سناتن دھرمی کہتا ہے۔ وُہ خود بھی سناتن دھرمی نہیں ہے مہاتما گاندھی پولٹیکل میدان میں فیل ہُوا ہے۔ اب تمہیں بھی لے ڈوبے گا۔ گاندھی تو پشاچ ہے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر ہے"۔

گوسوامی بیدکل بھوشن نے کہا:۔ "گاندھی نہ ہندو ہے۔ نہ مسلمان ہے وُہ سناتن دھرم کی آڑ میں ہمارے دھرم کو نشٹ کرنا چاہتا ہے"۔ (ملاپ ۳- فروری)

احمدیت کے اصول

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی معرکۃ الآراء تقریر بمقام قصور

گزشتہ سے پیوستہ

اس تمہید کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات۔ یا مرزا صاحب کو مسیح موعودؑ ماننے یا نہ ماننے کا ہی فرق ہے۔ حالانکہ یہ

تمہیدی باتیں

ہیں۔ اگر ہم یہ سوال اٹھاتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح ناصری وفات پا گئے۔ تو محض اس لئے کہ قرآن مجید اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلام سے ثابت کریں۔ کہ آپ کی امت میں سے ہی ایک شخص آئیگا۔ جو مثیلِ مسیح ہوگا۔ یہ گویا سڑک بنانے کے لئے ہے۔ وگرنہ اصل چیز تو

آنیوالے کا کام اور مقصد

ہونا چاہیئے۔ وفات مسیح علیہ السلام اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے مسائل تو محض تمہیدی باتیں ہیں۔ اور آپ کے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری قدم ہیں۔ جو اٹھائے گئے۔ وگرنہ کام آپ کے بھی وہی چار ہیں۔ جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ دوسری آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہ جو چار کام بیان کئے گئے ہیں۔ وہ اسی زمانہ کے لئے نہیں بلکہ جس طرح اس زمانہ کی قوموں۔ کی اصلاح کے لئے آپ مبعوث ہوئے ہیں۔ اسی طرح آئندہ زمانہ میں آئندہ آنے والی قوموں میں بھی آپ یہ کام کریں گے اور جب ان کے لئے ضرورت ہوگی۔ کہ ان کو بھی قرآن سکھایا جائے۔ ان کا تزکیہ کیا جائے۔ ان پر تلاوت آیات کی جائے۔ اور ان کو حکمت سکھائی جائے۔ تو اسوقت ان کاموں کے کرنے کے لئے پھر ہم آپ کو مبعوث کریں گے چنانچہ

عبداللہ بن سبا

ایک مسلمان تھے۔ جن کا دعویٰ تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آسمان پر گئے ہیں۔ اور پھر آئیں گے۔ کیونکہ قرآن مجید میں آپ کے دوبارہ آنے کا ذکر ہے۔ تو مسلمانوں پر اس آیت کی وجہ سے اس قدر اثر تھا۔ کہ بعض ان میں سے غلطی سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی

بعثت ثانی کے حقیقی رنگ میں قائل

تھے۔ مگر چونکہ وہ صحابہ کا زمانہ تھا۔ اس لئے ایسی بات زیادہ چلی نہیں پس یہی چار کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کرنے ہیں۔ اور یہی

سلسلہ احمدیہ کے اصول

ہیں۔ اول یتلوا علیھم اٰیاتہٖ۔ اللہ تعالےٰ کی آیات اور اس کے نشانات جن سے خدا نظر آتا ہے۔ دنیا کے سامنے پیش کرنا۔ اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ میں اس سوال کو اٹھایا ہے۔ کہ خدا ہونا چاہیئے۔ اور ہے میں بڑا فرق ہے۔ عقلی دلائل صرف یہ ثابت کرسکتے ہیں۔ کہ کوئی خدا ہونا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ واقعہ میں ہے بھی جیسے عقل سے صرف بادشاہ کی ضرورت ثابت کی جاسکتی ہے۔ اس کا موجود ہونا نہیں بتایا جاسکتا۔ اور عقلی دلائل سے انسان کا دل مطمئن نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ خیال کرسکتا ہے۔ ممکن ہے بعض اور دلائل بھی میرے خلاف ہوں۔ جنکا مجھے علم نہ ہو۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ

زندہ خدا

کو پیش کیا جائے۔ یہ سوال آپ نے اس زمانہ میں اٹھایا۔ جب باوجود اس کے کہ اس امت میں کئی اولیا، ایسے گزرے ہیں۔ جو کلام الٰہی کے جاری ہونے کے قائل بلکہ اس سے مشرف تھے۔ مسلمان یہ سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ اب

کلام الٰہی کا دروازہ

بند ہو چکا ہے۔ حالانکہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ صحابہ میں بھی ایسے لوگ تھے۔ جو کلام الٰہی سے مشرف تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا ہی ایک مشہور واقعہ ہے۔ آپ کے ایک کمانڈر ساریہ تھے۔ انکو دکھایا گیا۔ کہ وہ خطرہ کی حالت میں ہیں۔ چنانچہ آپ نے خطبہ پڑھتے ہوئے زور سے فرمایا۔ یا ساریۃ الجبل یا ساریۃ الجبل یعنے اے ساریہ پہاڑ کے ساتھ ہوجاؤ۔ اور یہ آواز ساریہ کو شام میں سنائی دی جبکہ وہ فی الواقعہ خطرہ میں تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور اپنی فوج کو ہلاکت سے بچالیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو ساریہ کی حالت کشف کے ذریعہ ہی دکھائی گئی۔ اسی طرح کے

ہزارہا واقعات

ہیں۔ مگر ان سب کے باوجود مسلمان مایوس ہو چکے تھے۔ کہ ہم میں اب خدا کا کلام سننے کی اہلیت نہیں۔ سب ترقیات پرانے لوگوں سے ہی وابستہ تھیں۔ مگر

جماعت احمدیہ کے بانی

نے آکر یہ بات پیش کی۔ کہ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اگر انسان اب بھی اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرے۔ اور اس کی محبت اور اخلاص کو دل میں ترقی دے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں اپنے آپ کو گداز کرے۔ قرآن پر عمل کرے۔ تو ظلی بروزی طور پر اب بھی

ان برکات سے حصہ

پاسکتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے وہ الہامات پیش کئے۔ جو وقتاً فوقتاً پورے ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت میں کہ دنیا کو قبول کرنے میں گریز کی صورت نہ رہی۔ سوائے اس کے کہ کسی کو تحقیق کا موقعہ نہ ملا ہو۔ یا سوچا نہ ہو۔ یا دل پر زنگ لگ چکا ہو۔ اور کسی نے فیصلہ کرلیا ہو۔ کہ خواہ یہ سچے ہوں میں بہرحال نہیں مانوں گا۔

گزشتہ ایام میں

آپ کا ایک الہام

پورا ہوا ہے۔ جو آپ نے اپنی زندگی میں شائع فرمایا تھا۔ آپ کے وہ الہام تھے۔ جنمیں بتایا گیا تھا۔ کہ ایک ایسے ملک میں جہاں کی حکومت

احمدیوں پر ظلم

کرتی ہوگی۔ وہاں اس حکومت کے مقابل پر ایک ایسی پارٹی کھڑی ہوجائے گی جس کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی۔ مگر وہ حکومت کی طاقتور اور کثیر التعداد فوج پر غالب آجائے گی۔ مگر وہ خود بطور ہتھیار ہوگی۔

اپنی ذات میں کوئی خوبی

نہ رکھتی ہوگی۔ اس لئے اسے مغلوب کرکے اللہ تعالےٰ ملک کے لئے ایک مفید شخص نادر شاہ نامی کو بادشاہ بنائے گا لیکن ابھی وہ ملک میں پورے طور پر امن وامان قائم نہ کرنے پائے گا۔ اور ملکی ترقیات کے لئے اس شخص کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہوگی۔ کہ وہ دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ اور لوگ افسوس کے ساتھ کہیں گے۔ کہ

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۵ء میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ۱۹۲۸ء میں ان واقعات کا ظہور شروع ہوا۔ جو اس پیشگوئی سے متعلق تھے۔ دنیا میں صرف

افغانستان کی حکومت

ہی ایسی ہے۔ جو احمدیوں پر بطور حکومت تشدد اور سختی کرتی ہے۔ دیگر اسلامی ممالک۔ مصر، ترکی۔ عرب میں حاکمانہ رنگ میں احمدیوں پر سختی نہیں کی جاتی۔ نہ ہی کسی اور ملک میں ایسا ہوتا ہے۔ افراد کی طرف سے بعض اوقات زیادتیاں ہوتی رہی ہیں۔ مگر وہ ہر جگہ ہی ہوتی رہتی ہیں یہاں بھی ہوتی ہیں۔ مگر بحیثیت ملک وحکومت احمدیوں پر ظلم کرنے والا واحد ملک صرف افغانستان ہی ہے۔ وہاں اس وقت تک علی الاعلان اور حکومت کے فیصلہ کے ماتحت

پانچ احمدی شہید

کئے جا چکے ہیں۔ جن میں سے ایک کو قتل اور چار کو سنگسار کیا گیا۔ اس لئے وہی ایک ملک ہے۔ جس کے لئے یہ پیشگوئی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ بچہ سقہ نے تین سو کے قریب آدمیوں کے ساتھ کابل پر حملہ کیا۔ اور باوجودیکہ امان اللہ خان کے پاس فوج۔ ہتھیار اور سب قسم

کے سامان جنگ تھے۔ اسے کابل چھوڑ کر بھاگ جانا پڑا۔ اگر بچہ سقہ سوا اپنے ساتھیوں کے اپنی ذات میں کوئی خوبی نہ رکھتا تھا۔ وہ محض ایک ہتھیار تھا۔ اس وقت

نادر خاں

فرانس میں بیمار پڑا تھا۔ اور اس میں بھی اللہ تعالےٰ کی حکمت تھی۔ اگر وہ اس وقت تندرست ہوتا۔ اور آکر امان اللہ خاں کیلئے لڑائی کرتا تو جیسا کہ اس کا ارادہ تھا۔ امان اللہ خاں ہی بادشاہ رہتا۔ مگر وہ ایسے وقت میں افغانستان پہنچا۔ کہ ملک فتح ہونے سے قبل ہی امان اللہ خاں وہاں سے بھاگ چکا تھا۔ اس نے ملک کو فتح کیا۔ اور باوجودیکہ اس نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ میں بادشاہ بننا نہیں چاہتا۔ لوگوں کے اصرار سے مجبور ہو کر تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے لئے نادر شاہ کا نام تجویز کیا۔ پھر ملک کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ ابھی وہ اپنے کام میں مشغول تھا۔ کہ ہندوستان سے ایک وفد جو ڈاکٹر سر محمد اقبال سر راس مسعود اور سید سلیمان ندوی پر مشتمل تھا۔ وہاں گیا۔ اور واپس آکر ڈاکٹر سر محمد اقبال نے اخبارات میں یہ بیان شائع کرایا۔ کہ اگر غازی نادر شاہ کو دس سال بھی کام کرنے کے لئے مل گئے۔ تو وہ ملک کو کچھ کا کچھ بنا دیں گے۔ لیکن اس کے پانچ چھ دن بعد ہی کسی

ظالم اور غلطی خوردہ نوجوان

نے گولی مار کر ان کو قتل کر دیا۔ اور سارا ملک بے اختیار چلا اٹھا کہ آہ نادر شاہ کہاں گیا۔ یہ ایک ایسی بات ہے۔ کہ جس سے

انکار کی کوئی گنجائش

نہیں۔ ڈیرہ غازی خاں کے ایک جج ہیں۔ جو احمدی نہیں۔ انہوں نے اپنے علماء کو لکھا ہے۔ کہ اس پیشگوئی سے انکار کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ کہ تم ثابت کر دو۔ کہ مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج نہیں۔ اور احمدی غلط کہتے ہیں۔ ورنہ یہ ایسی صفائی کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔ کہ

کوئی تاویل

مجھے مطمئن نہیں کر سکتی۔ اور میں اس کی کوئی تاویل سننے کے لئے تیار نہیں۔ ایک اور صاحب جو اس علاقہ کے بڑے رئیس ہیں۔ وہ جلسہ سالانہ پر قادیان آئے۔ اور جب مجھے ملے تو کہنے لگے۔ مجھے یقین نہیں آتا۔ کہ یہ پیشگوئی آپ کی

کتابوں میں موجود

ہو۔ میرے پاس اس وقت اتفاق سے وہ کتاب پڑی تھی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات جمع کئے گئے ہیں۔ میں نے نکال کر دکھایا۔ کہنے لگے بیشک ٹھیک ہے۔ ایسی ہی بیسیوں اور سینکڑوں چیزیں ہیں۔ جن کے ذریعہ حضرت مرزا صاحب نے

اللہ تعالیٰ کے تازہ نشانات

پیش کئے۔ اور ایسے رنگ میں کہ مخالفوں کو بھی انہیں تسلیم کرنا پڑا۔ اس طرح دنیا کے سامنے آپ نے

زندہ خدا کا وجود

پیش کیا۔ اور خدا کے وجود کے ذہنی نقشہ کو بدل ڈالا۔ اب یہ سوال نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا ہونا چاہیئے۔ یا نہیں۔ بلکہ لاکھوں لوگوں نے دیکھ لیا ہے کہ خدا ہے۔ اور یہی درجہ ہے ایمان کا۔ جو انسان کے لئے خیر و برکت اور فلاح کا موجب ہو سکتا ہے۔ میں ایک دفعہ ہندوستان سے باہر گیا۔ وہاں بعض لوگوں نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ قرآن کریم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر الہام نہیں ہوا تھا۔ ہم یہ تو نہیں کہتے۔ کہ آپ جھوٹے تھے۔ مگر قرآن آپ کے

دل کے خیالات

تھے۔ اور یہ بھی آپ کا خیال تھا۔ کہ کوئی خدا ہے۔ جو یہ آیات آپ پر نازل کرتا ہے۔ ورنہ خدا کا مونہہ نہیں زبان نہیں۔ پھر کس طرح ہم یہ سمجھ لیں۔ کہ یہ اس کی باتیں ہیں۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ آپ لوگوں کی یہ دلیل اس شخص پر تو اثر کر سکتی ہے جس نے خود کچھ نہ دیکھا ہو۔ اور عقلی طور پر خدا کا قائل ہو۔ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے

خادموں کا خادم

ہوں۔ اور اس شخص کے متبعین میں سے ہوں۔ جس کا دعویٰ ہے۔ کہ

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ۔ اگر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور جو یہ کہتا ہے۔ کہ میں آپ کا ایک ادنےٰ چاکر ہوں جب میں نے خود خدا کی آواز اور اس کی باتیں اپنے کانوں سے سنی ہیں۔ تو کیا تم دلیل سے مجھے منوا سکتے ہو۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن خدا کی طرف سے نازل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ آپ کے دل کے خیالات تھے جو شخص عقلی طور پر خدا کو مانتا ہے۔ وہ بے شک ان دلائل سے متاثر ہو گا۔ کہ جب خدا کا مونہہ نہیں۔ تو وہ بات کیسے کرتا ہے۔ مگر جس کے کانوں میں

خدا کی آوازیں

آتی ہوں۔ وہ تو ایسی باتیں کرنے والوں سے یہی کہیگا۔ کہ اے جاہل تیری سائنس اور تیرے علم نے تجھے تباہ کر دیا۔ حقائق کے سامنے ان کی کیا حقیقت ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یتلوا علیہم اٰیاتہٖ کا ایسا زندہ ثبوت پیش کیا ہے۔ کہ اگر کوئی غور کرے۔ تو اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ قرآن

خدا کا کلام

ہے۔ اور ایک زندہ خدا موجود ہے۔ جس کے مقابل پر بادشاہ اور حکومتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ یہی ایمان ہے کہ ہم دنیا میں جاتے ہیں۔ اور علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ کوئی چیز دنیا کی ہمارے مقابل میں کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ ایک انگریز نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ کیا سائنس کی اس قدر ترقیوں کے باوجود آپ کا خیال ہے۔ کہ

اسلام غالب آجائیگا

یہ خیال یہاں تک ترقی کر گیا ہے۔ کہ خود مسلمان کالجیئٹ بھی اسی قسم کے سوال کرتے رہتے ہیں۔ میں نے اسے جواب دیا۔ کہ مجھے اس کا ایسا ہی یقین ہے۔ جیسا کہ اپنی ہستی کا شملہ کے آریہ سماج کے سکرٹری صاحب ایک دفعہ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ اور سوال کیا کہ

اسلام کی صداقت کا ثبوت

کیا ہے۔ میں نے کہا لمبی باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ وقت بھی اس وقت تنگ تھا۔ ایک چھوٹی سی بات ہے۔ اسلام نے مجھے اپنی صداقت کے متعلق یقین دیا ہے۔ کہنے لگے کیا آپ سمجھتے ہیں۔ مجھے اپنے مذہب پر یقین نہیں۔ میں نے کہا۔ جیسا یقین آپ کو ہے۔ ایسا تو ہر عیسائی موسائی۔ غرضکہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کو ہے۔ ایک عیسائی پادری کسی علاقہ میں مارا جاتا ہے۔ تو ہزارہا عیسائی لوگ اس کی جگہ لینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں بعض تبلیغ کرنے والی عیسائی عورتوں کو مردم خور لوگوں نے کھا لیا تو ان کی جگہ لینے کے لئے ہزارہا اور نے اپنے نام پیش کر دئے۔ یہ عملی ثبوت ہے اس بات کا کہ ان کو عیسائیت کے سچا ہونے کا یقین ہے۔ کہنے لگے۔ پھر آپ

یقین کسے کہتے ہیں

میں نے کہا۔ میں اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر یہ قسم کھاتا ہوں کہ اے خدا اگر اسلام تیرا مذہب نہیں۔ اور قرآن تیری طرف سے نہیں تو ہم سب کو ہمیشہ کیلئے ہدایت سے محروم کر دے۔ اور ہم پر اپنا غضب نازل کر آپ بھی اپنے مذہب کے متعلق ایسی قسم کھائیں۔ کہنے لگے بیوی بچوں کو کیوں شامل کیا جائے۔ میں نے کہا۔ جس گولی نے لگنا نہیں اس سے ڈر کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو شک ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔

ایمان کے کئی مدارج

ہوتے ہیں۔ اور مشاہدہ ایسے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ کہ کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔ جو انسان سورج کو دیکھ رہا ہو۔ اسے خواہ پانچسو ایسی گھڑیاں اکٹھی کر کے جو ۲۴ گھنٹے کا وقت بتاتی ہیں۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔ کہ اس وقت رات ہے۔ تو وہ کسی طرح نہیں مان سکتا۔ کہتے ہیں۔ کسی کی دوکان میں چور گھس گیا۔ اس نے باہر سے کنڈی لگا دی۔ چور نے میاؤں میاؤں کرنا شروع کیا۔ کہ بلی سمجھ کر دروازہ کھولدے۔ اور میں نکل جاؤں۔ وہ کہنے لگا میں صبح پنچوں کو بلاؤں گا۔ اگر وہ کہیں گے۔ کہ بلی ہے۔ تو چھوڑ دوں گا۔ اس وقت نہیں چھوڑ سکتا۔ تو جس چیز کو انسان خود دیکھ لے۔ اس کے متعلق کس طرح شک کر سکتا ہے۔ اسی طرح جس نے

خدا کا مشاہدہ

کیا ہو۔ اگر دنیا کے سارے بادشاہ اور حکومتیں ملکر بھی اس کے دل سے خدا کے متعلق ایمان نکالنا چاہیں۔ اور اس کے لئے سب تدابیر اختیار کریں۔ تو کیا وہ ان کی بات مان لے گا۔ ہرگز نہیں۔ وہ یہی کہے گا۔ کہ یہ سب پاگل ہیں۔ اپنے ایمان میں اسے کوئی شبہ نہ ہوگا

دوسری چیز کو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے آکر پیش کیا ہے۔ دوسری چیز پاک کرتا ہے۔ یہ کام بھی محض تعلیم سے نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ کی مدد سے ہی ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کام بھی فلاسفر نہیں کر سکتے۔ جیسے کہ بو علی سینا کی مثال میں نے دی ہے۔ ان کی تعلیم وہ اثر نہ کر سکتی تھی۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے جملے کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ

بھی اس کی دلیل ہے۔ آپ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں گئے۔ تو آپ نے انہیں فرمایا کہ کیا اب تک تمہاری اصلاح کا وقت نہیں آیا۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں مسلمان ہونے کے لئے ہی حاضر ہوا ہوں۔ یہ تغیرات اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کے احسان سے ہی ہو سکتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے آکر بتایا۔ کہ

تزکیہ کا معجزہ

اب بھی روشن ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جلال کے ظہور کے لئے خدا نے مجھے بھی یہ معجزہ دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ جو لوگ پاکیزگی چاہتے ہوں۔ ان کو پاک کرو۔ اس پاکیزگی کی تفصیلات بیان کرنا مشکل ہے ایک بات بیان کرتا ہوں۔ اسلام کی خدمت کے لئے آپ نے ایک جماعت پیدا کی۔ اور آپ کے اثر سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ اگرچہ یہ جماعت چھوٹی سی ہے۔ اور آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں کہلا سکتی۔ کسی شہر میں پچاس احمدی ہیں۔ کسی میں سو۔ اور دو ہزار سے زائد تو کسی شہر میں نہیں سوائے قادیان کے۔ اور سب کی تعداد چند لاکھ سے زیادہ نہ ہوگی۔ مگر دوسرے مسلمان ۸ کروڑ ہیں۔ جن میں کمزور بھی ہیں۔ اور مضبوط بھی۔ امیر بھی ہیں۔ اور غریب بھی۔ لیکن اس زمانہ میں جبکہ

اسلام پر شدید حملے

ہو رہے ہیں۔ ایسے شدید حملے کہ پہلے کبھی نہیں ہوئے۔ مٹھی بھر انسانوں کی اس جماعت کو جو جماعت احمدیہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے خدمت دین کی جو توفیق بخشی۔ وہ دوسروں کو نصیب نہیں۔ ہم خدا کے فضل سے

لاکھوں روپیہ سالانہ

تبلیغ اسلام کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ سینکڑوں آدمیوں نے اس کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں۔ انکی بھی خواہشات ہیں۔ آرزوئیں اور امنگیں ہیں۔ ان کے رشتہ دار۔ دوست احباب بیوی بچے موجود ہیں۔ مگر اسلام کے نام پر جب ان کو بلایا جائے۔ تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر فوراً حاضر ہو جاتے ہیں۔ بیوی بچوں۔ رشتہ داروں اور وطن کو چھوڑ کر غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے چلے جاتے ہیں۔ اور سات سات آٹھ آٹھ سال تک وہاں کام کرتے رہتے ہیں۔ غیر ممالک میں غیر اقوام میں اور پھر ان لوگوں میں اسلام کی اشاعت کرتے ہیں۔ جو ہندوستانیوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ پھر اس صورت میں کہ ان کے پاس سامان بہت کم ہوتے ہیں اخراجات کی سخت تنگی ہوتی ہے۔ چودہری ظفر اللہ خانصاحب ابھی امریکہ سے آئے ہیں۔ انہوں نے

امریکہ کے مبلغ

کی حالت بتائی۔ کہ وہ مالی تنگی کی وجہ سے کوئی مکان کرایہ پر نہیں لے سکتے کبھی کسی کے ہاں چلے جاتے ہیں۔ اور کبھی کسی کے ہاں۔ مگر باوجود اس کے ان کی عظمت اور رعب خدا کے فضل سے اتنا ہے۔ کہ جو لوگ علوم مشرقیہ کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ اور مسلمہ مستشرقین ہیں۔ وہ ان کے سامنے دم نہیں مارتے۔ وہاں

ایک نو مسلم مسٹر بارکر

ہیں جو سالیسٹر ہیں۔ سالیسٹر بھی ایک نوع کی وکالت ہے ان کا کام بیرسٹروں کے لئے مقدمات تیار کرنا ہوتا ہے۔ انہوں نے ایک کمپنی سے تاریخ کی کوئی کتاب خریدی۔ جس کی قیمت اقساط میں ادا کرنا تھی۔ اس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی غلط بات لکھ کر ہتک کی گئی تھی۔ ایسی باتوں کا آج کل یورپ میں بہت رواج ہو گیا ہے۔ مسٹر بارکر نے اس کمپنی کو لکھا۔ کہ تم لوگوں نے دھوکا کیا ہے۔ کتاب کو تاریخی بیان کیا ہے۔ اور باتیں اس میں غلط درج کی ہیں۔ اس لئے میں اس کی قیمت نہیں دوں گا۔ اگر تم قیمت لینا چاہتے ہو۔ تو عدالت میں نالش کرو چنانچہ مقدمہ چلا۔ اس میں

شکاگو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر

کی شہادت ہوئی۔ اس نے دوران شہادت میں کہا۔ کہ قرآن محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں نہیں لکھا گیا۔ اس پر ہمارے مبلغ صوفی مطیع الرحمٰن صاحب نے جوش کے ساتھ کہا۔ کون کہتا ہے کہ قرآن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں لکھا گیا۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس پر پروفیسر مذکور کہنے لگا۔ اچھا اگر آپ کہتے ہیں۔ کہ میں نے غلط کہا۔ تو میں اپنی غلطی کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور جج نے بھی اپنے فیصلہ میں لکھا۔ کہ افسوس ہے کمپنی نے کتاب میں جھوٹی باتیں لکھدی ہیں۔ غرض حضرت مرزا صاحب نے ایسے لوگ پیدا کر دیئے ہیں۔ جو

نہایت تکلیف دہ حالت میں

سے گذرتے ہوئے تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ افریقہ میں اس وقت

۲۰ ہزار کے قریب نو مسلم

ہیں۔ اور اس علاقہ کی آب و ہوا اس قدر خراب ہے۔ کہ حکومت اپنے کسی افسر کو دو تین سال سے زیادہ عرصہ کے لئے وہاں نہیں رکھتی۔ مگر ہمارے مبلغ وہاں سات سات آٹھ آٹھ سال متواتر کام کرتے ہیں۔ اور نہایت تنگی ترشی کی حالت میں کرتے ہیں۔ پھر انہیں تنخواہیں نہیں ملتیں۔ صرف

قلیل گذارے

ملتے ہیں۔ اور یہ ایسے نمونے ہیں۔ کہ ہر انسان سمجھ سکتا ہے۔ یہ وہ عظیم الشان قربانی ہے۔ جو

اسلام کے نام پر

کی جا رہی ہیں۔ یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ مخالفوں کی بیسیوں تحریرات ہیں جنمیں اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ

جماعت احمدیہ کی قربانیاں

صحابہ کی طرح ہیں۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی محبت لوگوں کے دلوں میں ایسی قائم کر دی ہے۔ کہ وہ اسکے لئے جان و مال سب کچھ قربان کر دینے پر آمادہ ہیں۔ اور قربان کر رہے ہیں۔ یہ تزکیہ ہے جو آپ نے کیا

تیسرا کام

یعلمھم الکتاب ہے۔ یعنی قرآن سکھانا۔ آپ سے قبل دنیا میں یہ حالت تھی کہ مسلمانوں میں یہ خیال عام تھا۔ کہ قرآن کریم کی بعض آیات منسوخ ہیں اور ان کی تعداد مختلف لوگوں کے نزدیک پانچ سے پانچسو تک تھی۔ اور یہ قرآن پر

ایک زبردست اعتراض

تھا۔ عیسائی اور دوسرے غیر مسلم کہتے تھے۔ کہ جب اس قدر آیات منسوخ ہیں۔ تو کس طرح امتیاز کیا جا سکتا ہے کہ باقی فی الواقعہ قابل عمل ہیں۔ کونسی آیات منسوخ ہیں۔ اور کونسی ناسخ۔ اگر تو ایک تعداد پر سب متفق ہوتے تو اور بات تھی۔ لیکن جب منسوخ آیات کے متعلق اس قدر اشتباہ ہے تو باقی حصہ کیونکر قابل اعتماد سمجھا جا سکتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا

خطرناک حملہ

تھا۔ کہ صرف اس سے ہی قرآن کریم کی عظمت اٹھ جاتی تھی۔ اور شبہ پیدا ہو جاتا تھا۔ کہ جس آیت پر ہم عمل کرتے ہیں۔ شائد وہ منسوخ ہی ہو۔ اس عقیدہ کے لوگ دلیل قرآن کریم کی آیت ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نات بخیر منھا سے دیتے تھے اور اس کے معنے یہ کرتے تھے۔ کہ ہم قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں کرتے۔ مگر اس سے بہتر لے آتے ہیں۔ حالانکہ یہاں قرآن کی آیات کا ذکر نہیں۔ بلکہ

پہلی کتابوں کی پیشگوئیاں

مراد ہیں۔ قرآن کریم پہلی کتابوں کی ان تعالیم کو جو اس وقت بھی اور قابل عمل تھیں۔ دوبارہ لے آیا۔ اور بعض جو قابل عمل نہ رہی تھیں۔ انہیں بدل کر ان کی جگہ بہتر لایا۔ جو پہلی سے اعلےٰ اور زمانہ کی ضروریات کے مطابق تھیں۔ اس طرح اس آیت میں پرانی کتب کے نسخ کا ذکر تھا وگرنہ قرآن بسم اللہ کی ب سے لیکر والناس کی س تک ایسا ہی

محفوظ اور قابلِ عمل

ہے۔ جیسا پہلے تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا۔ اور یہ ایسا دعویٰ تھا جس سے بھاگی ہوئی فوج واپس آگئی۔ اور پھر کھڑی ہو گئی۔ لوگوں کو

قرآن پر غور کرنے کا موقعہ

ملا اور بعض عظیم الشان صداقتیں جنہیں منسوخ سمجھا جاتا تھا۔ ظاہر ہوئیں مثلاً لا اکراہ فی الدین کی آیت کو منسوخ سمجھا جاتا تھا حالانکہ جہاد اور یہ حکم دونوں جاری ہیں۔ اور ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ کیونکہ جب قرآن یہ کہتا ہے۔ کہ دین کے معاملہ میں جبر نہیں۔ تو گویا یہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ کہ اگر کوئی جبر کرے۔ تو اس کا مقابلہ بھی کرنا چاہیئے۔ اسی طرح یہ احکام ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں۔ تو جب اسلام نے یہ کہا۔ کہ لا اکراہ فی الدین تو ساتھ ہی جہاد کا بھی حکم دیا۔ تاکہ

اکراہ کرنے والوں کا مقابلہ

کیا جا سکے۔ اور جب یہ حکم ہوا۔ کہ دین کے رستہ میں روک ڈالنے والوں کا مقابلہ کرو۔ تو یہ بھی حکم ہوا۔ کہ دین کے رستہ میں روکاوٹیں پیدا نہ کرو۔ اس لئے دونوں احکام ایک دوسرے کے مؤید ہیں۔ لیکن چونکہ یہ اصول بنالیا گیا تھا۔ کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے۔ اُسے منسوخ قرار دیدیا جائے۔ اس لئے یہ آیت بھی منسوخ سمجھی جاتی تھی۔ اسی طرح اور بھی بہت سی آیات منسوخ خیال کی جاتی تھیں۔ بعض پانسو بعض چارسو اور بعض کم وبیش آیات کو منسوخ سمجھتے تھے۔ اور جو زیادہ عقلمند تھے۔ وہ صرف پانچ ہی منسوخ قرار دیتے تھے۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے آکر بتایا۔ کہ جب پانسو میں سے سوائے پانچ کے باقی سب حل ہو گئیں۔ تو کیوں نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ انہیں بھی حل کرنے والا کوئی آجائے گا۔ اور ان کے حل سے کیوں مایوس ہوں۔ یہ چیز تھی۔ جسے حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا۔ اور ایسا قرآن سکھایا۔ کہ دنیا کی کوئی قوم قرآن کریم کے متعلق ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ میں

ساری دنیا کو چیلنج

دیتا ہوں۔ کہ کوئی ایک آیت قرآن کریم کی پیش کی جائے۔ جو حکمت سے خالی ہو۔ اور جس کے متعلق کہا جا سکے۔ کہ وہ اس زمانہ میں قابل عمل نہیں۔ میں خدا کے فضل سے ثابت کر دوں گا۔ کہ اس میں ایسی خوبیاں ہیں جو دوسری الہامی کتابوں میں نہیں ویعلمہم الکتاب کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ وہ

کامل کتاب

سکھائے گا۔ اور یہ اس لئے فرمایا کہ دوسری کتابیں بھی ہیں۔ جو ایسی کامل نہیں۔ پھر مسلمانوں میں ایک خیال یہ بھی تھا۔ کہ سوائے قرآن کریم کے باقی سب کتابوں میں جھوٹ اور فریب ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے آکر بتایا۔ کہ اس کامل کتاب سے پہلے بھی لوگوں کو رہنمائی کی ضرورت تھی۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی انسان تھے۔ جو دل ودماغ رکھتے تھے۔ ان کے اندر قرب الٰہی کی خواہش تھی۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ وہ اس بات کے بھی مستحق تھے کہ

خدا کا کلام

ان کے لئے آئے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ وہ خدا کی مخلوق تھے۔ تو یہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھانے کے لئے کوئی تعلیم بھی دی ہوگی۔ اور نبی بھی بھیجے ہونگے۔ مگر مسلمان دنیا کی سب اقوام کے انبیا کو جھوٹے سمجھتے تھے۔ الا ماشاء اللہ۔ سوائے ان مخلص بندوں کے جو ہر زمانہ میں صحیح اسلام کے جھنڈے کو کھڑا رکھتے چلے آئے ہیں یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر یہ بات پیش کی۔ کہ میں

رام چندر اور کرشن جی

کی بھی عزت کرتا ہوں۔ اور انہیں خدا کے برگزیدہ انسان سمجھتا ہوں۔ تو آپ پر کفر کے فتوے لگائے گئے کہ یہ کافروں کو مسلمان بناتا ہے حالانکہ یہ کتنی

عظیم الشان صداقت

تھی۔ قرآن کریم اور اسلام کی۔ جسے حقیقی کمال حاصل ہو۔ وہ کسی سے ڈر نہیں سکتا وہ جانتا ہے۔ کہ میرا کمال خود میری برتری کا ثبوت ہے۔ مگر جو کمزور ہو۔ وہ ڈرتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ میرے مقابل کوئی اور نہ ہو۔ جس سے میں شکست کھا جاؤں۔ پس قرآن نے

دوسروں کی صداقت تسلیم کر کے

اپنی صداقت ظاہر کی۔ اور اپنا کمال ثابت کیا۔ چھوٹی سی صداقت رکھنے والا ڈرتا ہے۔ کہ مجھ سے بڑی صداقت معلوم ہونے پر لوگ مجھے قبول نہیں کریں گے۔ لیکن قرآن کریم کو اس کا کوئی اندیشہ نہیں۔ وہ جانتا ہے۔ کہ دوسری صداقتوں کا لوگ جتنا زیادہ مطالعہ کریں گے۔ اتنا ہی وہ میرے کمال کا اعتراف کریں گے۔ ایک چھوٹی سی ٹارچ رکھنے والا گھبراتا ہے کہ جگنو بھی آجائے۔ تو میرے ٹارچ کی روشنی مشتبہ ہو جائیگی لیکن سورج کی سی روشنی رکھنے والا لیمپوں سے کب ڈرتا ہے۔ پس

قرآن کا کمال

یہ تھا۔ کہ وہ تسلیم کرے۔ کہ انجیل توریت۔ وید سب خدا کی طرف سے تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ حضرت کرشنؑ سب

اللہ تعالیٰ کے نبی

تھے۔ یہ ایک ایسی صداقت ہے۔ جس سے حضرت مرزا صاحب نے قرآن کی طرف لوگوں کی حقیقی توجہ منعطف کی۔ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو۔ کہ توریت انجیل وغیرہ کتب جھوٹی ہیں۔ تو وہ انہیں مطالعہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھے گا۔ اور نہ اس طرف متوجہ ہوگا۔ کہ

دیگر مذاہب کا مطالعہ

کرے۔ وہ یہی خیال کرے گا۔ کہ میں شیطانی کلام کیوں پڑھوں۔ اور اس طرح ان کے مقابلہ میں قرآن کی عظمت کا احساس بھی اس کے اندر پیدا نہ ہو سکے گا۔ لیکن جب وہ ان کتب کو بھی الٰہی کلام سمجھے گا۔ تو گو انہیں قابل عمل نہ سمجھے۔ پھر بھی

محبوب کا کلام

سمجھ کر ان کا مطالعہ ضرور کرے گا۔ کیونکہ محبوب کا لباس خواہ پرانا ہی کیوں نہ ہو۔ پھر بھی اسے دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اگر کوئی بوسیدہ جامہ مل جائے۔ تو کیا کوئی مسلمان ایسا ہوگا۔ جو محض اس کے بوسیدہ ہونے کی وجہ سے اس سے اپنی آنکھوں کو منور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اسی طرح جب ایک انسان کو یہ یقین ہوگا۔ کہ پرانی کتب بھی دراصل خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہیں اور ایک زمانہ کے لئے وہ ہدایت کا موجب تھیں۔ تو وہ انہیں بھی پڑھنے اور مطالعہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ ان کی خوبیوں پر غور کرے گا۔ اور پھر قرآن کریم پر تدبر کرے گا اور کوشش کرے گا کہ پہلی کتابوں سے زیادہ چیز اس میں سے تلاش کرے۔ اور اس طرح وہ

قرآن کے مخفی خزانے

نکالے گا۔ جب تک دوسری کتابوں کا حسن اس نے نہیں دیکھا تھا۔ وہ قرآن کی چھوٹی چھوٹی خوبیوں سے تسلی پا سکتا تھا۔ لیکن جب ان کو دیکھیگا۔ تو

قرآن کے بڑے معارف

معلوم کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس کی مثال ایسی ہی ہوگی۔ جیسے ایک شخص جو کسی گاؤں کا رہنے والا ہو۔ اس کے حسن کا معیار معمولی ہوگا۔ لیکن جو شخص دنیا میں پھرنے والا ہوگا۔ اس کا اور۔ ایک گاؤں میں رہنے والا مصور اگر

نیچر کا نقشہ

کھینچے گا۔ تو یہی دکھائے گا۔ کہ سبزہ لہلہا رہا ہے۔ اور شاخوں پر چڑیاں بیٹھی ہیں۔ لیکن وہ مصور جس نے کشمیر یا سوئٹزرلینڈ کے قدرتی مناظر دیکھے ہونگے۔ وہ ان کا مرقع اور مناظر پیش کرے گا۔ اسی طرح جس نے دوسری کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا ہوگا۔ وہ قرآن کریم کی معمولی خوبیوں پر مطمئن ہو جائے گا۔ لیکن جس نے دوسری کتب دیکھی ہونگی وہ قرآن کریم کے مخفی خزانوں کی تلاش کرے گا۔ اس ایک نکتہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایسا گر بتا دیا۔ جس سے

قرآن کریم کی تفسیر

کے متعلق نقطۂ نگاہ ہی تبدیل ہو گیا۔ اور آج ہم ساری دنیا کے سامنے یہ بات پیش کرتے ہیں۔ کہ تم کسی مذہب کی تعلیم خواہ وہ عبادات کے متعلق ہو۔ خواہ وہ تمدن کے متعلق۔ نماز روزہ۔ حج زکوٰۃ۔ میاں بیوی کے تعلقات بچوں سے سلوک۔ راعی ورعایا کے تعلقات غرضیکہ روحانی واخلاقی شعبوں کی کسی شاخ کے متعلق کوئی تعلیم پیش کرو ہم اگر قرآن کریم سے اس سے بدرجہا بہتر اور مکمل پیش نہ کر دیں۔ تو جھوٹے ورنہ تمہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ

قرآن کریم ہی الکتاب ہے

(باقی)

رپورٹ مجلس مشاورت ۳۴ء کے متعلق اعلان

جملہ سکرٹریان جماعت ہائے احمدیہ یا نمایندگان مجلس مشاورت ۳۳ء کو جنہوں نے رپورٹ مشاورت ۳۲ء کی قیمت پیشگی ادا فرمائی تھی۔ رپورٹ مشاورت ۳۲ء جلسہ سالانہ پر دے دی گئی تھی۔ اور جن احباب نے جلسہ پر کسی وجہ سے نہیں لی تھی۔ ان کو بذریعہ ڈاک بھجوا چکا ہوں۔ اگر کسی جماعت کو نہ پہنچی ہو۔ تو جلد طلب فرمائیں نیز دوسری جماعتوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ رپورٹ مشاورت اپنی اپنی انجمن کے لئے منگوائیں۔

(پرائیویٹ سکرٹری)

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات

صدر انجمن احمدیہ قادیان

بابت ماہ نومبر ۱۹۳۳ء

تفصیل آمد

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم آمد	کیفیت
۱	بیت المال	۸۱۶۷-۸-۹	صیغہ انجمن
۲	صدقات	۷۵۱-۱۴-۳	" "
۳	مقبرہ بہشتی	۵۷۵۹-۴-۳	" "
۴	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۴۸۵-۶-۶	" "
۵	امور عامہ	۵-۲-۰	" "
۶	نور ہسپتال	۲۴-۱۲-۶	" "
۷	ضیافت	۴۳۰۰-۳-۹	" "
۸	دعوت و تبلیغ	۱۸۷-۳-۶	" "
۹	تخفیف	۴۲-۱۳-۰	" "
	میزان	۱۹۷۲۴-۴-۶	" "
۱۰	بک ڈپو	۵۳-۰-۰	صیغہ تجارتی
۱۱	طبع و اشاعت	۱۶۲۹-۱۵-۶	" "
۱۲	بورڈران ہائی	۳۶۲-۲-۹	" "
۱۳	بورڈران احمدیہ	۶۵۸-۳-۶	" "
۱۴	پراویڈنٹ فنڈ	۳۱۵-۵-۰	" "
۱۵	جائیداد	۳۶۹-۸-۰	" "
	میزان	۳۳۸۹-۲-۹	" "
	میزان کل	۲۳۱۱۳-۷-۳	

تفصیل خرچ

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم خرچ	کیفیت
۱	بیت المال	۱۰۱۴-۱۵-۳	صیغہ انجمن
۲	صدقات	۱۴۷۵-۱۰-۳	" "
۳	مقبرہ بہشتی	۷۵۳-۱۴-۰	" "
۴	تعلیم و تربیت	۱۷۳-۰-۳	" "
۵	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۱۳۹-۴-۳	" "
۶	مدرسہ احمدیہ	۱۷۱-۱-۳	" "
۷	گرلز سکول	۲۲۱-۰-۳	صیغہ انجمن
۸	امور عامہ	۴۰۱-۱-۰	" "
۹	نور ہسپتال	۳۸-۰-۰	" "
۱۰	ضیافت	۱۱۴۴۴-۴-۳	" "
۱۱	دعوت و تبلیغ	۴۲۳-۳-۳	" "
۱۲	تعمیر	۱۰۰-۰-۰	" "
۱۳	خلافت	۷۰۰-۰-۰	" "
۱۴	پرائیویٹ سیکرٹری	۱۷۵-۹-۶	" "
۱۵	نظارت اعلےٰ	۳۵۷-۱۰-۹	" "
۱۶	محاسب	۳۳-۸-۰	" "
۱۷	تالیف و تصنیف	۱۵۱-۱۲-۳	" "
۱۸	جامعہ احمدیہ	۲۶-۱-۳	" "
۱۹	امور خارجیہ	۱۴۳-۱۵-۶	" "
	میزان	۱۷۹۱۳-۱۵-۳	" "
۲۰	بک ڈپو	۲۷۷-۳-۰	صیغہ تجارتی
۲۱	طبع و اشاعت	۱۶۳۳-۱۵-۰	" "
۲۲	ریویو انگریزی	۱۶۳-۱۴-۳	" "
۲۳	بورڈران ہائی	۴۸۳-۰-۰	" "
۲۴	بورڈران احمدیہ	۵۷۵-۱۴-۶	" "
۲۵	پراویڈنٹ فنڈ	۱۳۲۱-۲-۰	" "
۲۶	جائیداد	۲۹۳۵-۰-۶	" "
	میزان	۷۳۹۰-۱-۳	" "
۲۷	واپسی قرضہ	۶۷۱۰-۰-۰	واپسی قرضہ
	میزان کل	۳۲۰۱۴-۰-۶	

(محاسب صدر انجمن احمدیہ۔ قادیان)

سرکاری اعلان

میڈیکل افسروں کا اپنی فیسوں کی وصولی کے متعلق باقاعدہ رجسٹر رکھنے کا مسئلہ حکومت پنجاب کے زیر غور تھا۔ حکومت نے اب فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ تمام میڈیکل افسر جو انسپکٹر جنرل سول ہسپتال کے ماتحت ہیں۔ خواہ وہ حکومت کے یا مقامی جماعتوں کے ملازم ہوں۔ اپنی ان فیسوں کی رسیدیں دیا کریں۔ جو وہ ہسپتالوں، سرکاری یا مقامی جماعتوں کے زیر اثر شفاخانوں میں مریضوں سے وصول کریں۔ اور ایک باقاعدہ رجسٹر رکھیں جس میں ان فیسوں کا اندراج ہو۔ جو رسیدیں جاری کریں۔ وہ رجسٹر میں اندراج کے مطابق ہونی چاہئیے۔ ایسے رجسٹر میں تاریخ۔ نام مریض فیس کی رقم۔ کس مطلب کے لئے فیس وصول کی گئی۔ وغیرہ کے متعلق خانے ہونے چاہئیں۔ اس کے علاوہ محکمانہ طور پر بھی ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ کہ ہر حالت میں میڈیکل افسران مذکور حادثات ضرب رسانی کے متعلق سوائے ان کے جو طبی یا قانونی اغراض کے لئے پولیس نے بھیجے ہوں۔ سرٹیفکیٹ دیتے وقت وصول شدہ فیس کی رسید دیں۔ خواہ وہ فیس ہسپتال یا شفاخانہ کے احاطہ سے باہر ہی وصول کی گئی ہو۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

نمونہ قیامت زلزلہ کے متعلق چشمدید بیانات

۱۵ر جنوری کے زلزلہ کے متعلق بہت سے حالات شائع ہو چکے ہیں۔ ذیل میں بعض چشم دید بیانات درج کئے جاتے ہیں: (ایڈیٹر)

مولانا سید محمد عثمان صاحب مونگھیری کے ایک قریبی رشتہ دار مونگھیر کی تباہی کے چشم دید حالات یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ظہر کی نماز پڑھ کر عید کا سودا خریدنے کے لئے بازار گیا۔ تقریباً دو بجکر پانچ منٹ ہوئے تھے۔ کہ دفعتہً ہولناک آواز سنائی دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی ہوائی جہاز آرہا ہے۔ چند ہی سیکنڈ میں کپکپی اور رعشہ شروع ہونے لگا۔ پھر زمین میں داہنے اور بائیں دو حرکتیں ہوئیں۔ بعد ازاں ایسا معلوم ہوا۔ کہ کسی نے زمین کو چرخی پر رکھ کر گھما دیا ہے۔ مسلسل تین منٹ تک یہی کیفیت رہی۔ لوگ مکانوں اور دوکانوں سے باہر نکلنے لگے۔ اور مکانوں کے گرنے کی آوازیں آنے لگیں۔ جس جگہ میں کھڑا تھا۔ کوئی ۳۵ آدمی جمع ہو گئے تھے۔ لیکن ایک ایک کر کے سب مکانوں کے نیچے دب گئے۔ اور صرف میں اس الم نامہ کو سنانے کے لئے زندہ بچ گیا۔ میرے بچاؤ کی صورت یہ پیدا ہوئی۔ کہ اوّل ایک چٹان گری۔ پھر اس پر دوسری دیوار گری جس کا آدھا حصہ چٹان پر لگ گیا۔ یہ حصہ بہت مضبوط تھا۔ اور اس میں کوئی شگاف نہ آیا۔ میں اس کے نیچے بیٹھا رہا۔ میرے ہوش و حواس تقریباً زائل ہو چکے تھے۔ آدھ گھنٹے بعد سنبھلا۔ اور پتھر ہٹا کر باہر نکلا۔ تو ایک عجیب منظر میرے سامنے تھا۔ جہاں تک نظر جاتی تھی کھنڈر ہی کھنڈر دکھائی دیتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ میں مونگھیر میں نہیں۔ بلکہ کسی دوسرے مقام پر چلا گیا ہوں۔ (انقلاب یکم فروری)

پٹنہ ۲۹ر جنوری ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ ترہٹ اور بھاگلپور کے شمال کے سارے علاقہ کی زلزلہ کی وجہ سے شکل ہی بدل گئی ہے۔ ریلوے لائن اور سڑکوں میں گڑھے پڑ گئے ہیں۔ اور کہیں جگہ زمین اونچی نیچی ہو گئی ہے۔ ڈائرکٹر آف اگریکلچر اور ڈائرکٹر آف انڈسٹریز جو شمالی بہار کا علاقہ دیکھنے کے لئے گئے تھے۔ ۲۷ر جنوری کو واپس آ گئے ہیں۔ انہوں نے منظفر پور۔ حاجی پور۔ موتی ہاری۔ ستیا مڑھی۔ ریگا۔ بلند۔ سرسہ پوسا۔ سمسی پور وغیرہ علاقہ کا دورہ کیا۔ حاجی پور اور منظفر پور کے درمیان کاشت زدہ زمین کو تھوڑا نقصان ہوا ہے۔ باقی کے علاقہ میں جس کا رقبہ ۵۴ مربع میل ہے۔ بہت نقصان ہوا ہے۔ اس علاقہ کا ۵۰ فی صدی حصہ ایک انچ سے چار فٹ تک اونچی ریت کے نیچے دب گیا ہے۔ اور قریباً ½ رقبہ پر اتنی ریت جم گئی ہے کہ جب تک اسے ہٹایا نہ جائے۔ تب تک وہ زمین زراعت کے قابل نہیں ہوگی۔ (ملاپ یکم فروری)

روزنامہ سیاست کے عملہ کتابت کے ایک رکن نے جو زلزلہ سے پہلے اپنے وطن گئے ہوئے تھے۔ زلزلہ کے متعلق ذیل کے چشم دید حالات ارسال کئے ہیں۔

یہاں کی حالت کیا لکھوں نہ ایسی حالت کسی نے دیکھی اور نہ سنی۔ خدا نہ ایسی مصیبت کسی پر لائے۔ مکان کو تو مار یئے گولی اس کی حیثیت ہی کیا ہے۔ زمین کے پرخچے اڑ گئے۔ دھجیاں بکھر گئیں۔ کوئی جگہ ایسی نہیں اونچا ہو یا نیچا جہاں زمین شق نہ ہوئی ہو۔ اور وہاں سے پانی مع ساتھ ریت نہ نکلا ہو۔ آج تقریباً زلزلہ کو آئے ہوئے ۱۲ روز ہوتے ہیں۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ بڑا زبردست سیلاب آیا ہوا ہے۔ وہ تو خدا کا شکر ہے کہ پانچ ہی منٹ تک پانی نکلتا رہا۔ نہیں تو یقین کیجئے۔ کہ اگر دس یا پندرہ منٹ پانی کی حالت یہی رہتی۔ تو نوح علیہ السلام کے وقت کے طوفان میں تو ۸۰ آدمی بچ بھی گئے۔ لیکن اس طوفان میں زمین کی جتنی رہنے والی مخلوق ہے۔ اس کا غرق ہو جانا یقینی تھا۔ در بھنگہ سے کل تک ۱۱سو لاشیں نکل چکی ہیں۔ اور ملبہ کے نیچے جو لاشیں دبی ہوئی ہیں ان کو خدا ہی جانتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مظفر پور میں بھی چار ہزار لاشیں نکل چکی ہیں۔ اور ملبہ کے اندر کا حال خدا کو معلوم ہے۔ بے سروسامانی کی حالت میں میدان میں پڑے ہوئے ہیں۔ آگ جلا کر ساری رات کاٹتے ہیں۔ کیونکہ اوپر سے شبنم کی بارش اور ہوا کے جھونکے چین نہیں لینے دیتے۔ جو کچھ دھان وغیرہ کھلوان سے تیار کر کے لائے تھے۔ وہ سٹی میں مکان کی دیوار گرنے کی وجہ سے برباد ہو گئی اور اس کے بعد جو کچھ بچا وہ پانی کی دھار بہا کر لے گئی۔ باقی رہا فصلیں اس کی تو قطعی امید نہیں۔ کیونکہ زمین پھٹ کر جو ریت اور پانی نکلا ہے۔ اس کے نیچے دبی ہوئی ہیں۔ گویا کہ جان بچنی مشکل ہے۔ نہ گھر رہنے کو نہ اناج کھانے کو سنتے ہیں کہ حکومت بڑی سرگرمی سے شہریوں کی امداد کر رہی ہے۔ لاشیں نکلوا رہی ہے۔ غریبوں کو روٹی اور کپڑا مہیا کر رہی ہے۔ لیکن ہم دیہاتیوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ نہ بدن ڈھانکنے کو کپڑا ہے نہ پیٹ کے لئے روٹی ہم دیہاتیوں کے لئے تو قیامت ہی ہے۔ روزانہ گاؤں کے لوگ اکٹھے ہو کر ظہر کے وقت سے لے کر عصر کے وقت تک توبہ استغفار پڑھتے ہیں۔ اور دعائیں کرتے ہیں۔ اور رات کو صبح تک اذان دیتے ہیں لیکن قدرت کے سامنے کس کے بس کی بات ہے۔ روزانہ دو ایک دفعہ زلزلہ کا آجانا معمولی بات ہے۔ جو اس ٹھکانے نہیں۔ سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا ہونے والا ہے۔ اگر اس زلزلہ کا آنا جانا بند ہو جائے تو کم از کم تھوڑا بہت اطمینان تو ہو جائے۔ (سیاست ۳ فروری)

پٹنہ ۲ فروری۔ گورنر بہار نے وائسرائے ہند کے امدادی فنڈ کے لئے حسب ذیل اپیل شائع کی ہے۔

دو ہفتوں کے بعد بھی اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے کہ زلزلہ سے کس قدر نقصان ہوا ہے۔ مسٹر ڈن ماہر ارضیات کا خیال ہے۔ کہ آج تک دنیا میں اتنا بڑا زلزلہ کبھی نہیں آیا۔ اس کا اثر صوبہ بہار سے بھی باہر پہنچا۔ لیکن سب سے زیادہ اثر صوبہ بہار کے اس حصہ پر پڑا۔ جو دریائے گنگا کے شمال میں واقع ہے اور یہ علاقہ اپنی وسعت میں اسکاٹ لینڈ سے بھی بڑا ہے اور یہاں کوئی پختہ مکان بھی سلامت نہیں رہا ہے۔ ہزارہا مکانات جڑ بنیاد سے منہدم ہو گئے ہیں۔ مونگیر میں تین ہفتوں تک یہ پتہ چلانا مشکل تھا۔ کہ کون سی سڑک کہاں تھی۔ اور کون سی گلی کس جگہ واقع تھی۔

کئی ہزار آدمی ضایع ہوئے ہیں۔ اگر رات کو زلزلہ آتا تو لاکھوں آدمی ہلاک ہوتے۔ شہری آبادی جس پر اثر پڑا اس کی تعداد ۵ لاکھ سے کم نہیں ہے۔ یہ تمام لوگ میدانوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور جب تک روپیہ نہ ہو۔ ان کے رہنے کا کوئی انتظام نہیں کیا جا سکتا۔ زیادہ تر آفت چھوٹے دوکانداروں پر آئی ہے۔ دولتمند آدمیوں کے پاس تو کچھ سرمایہ بھی ہے۔ جس پر وہ بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن غریب اور متوسط درجہ کے لوگ تو بالکل تباہ حال ہیں۔ انہیں جب تک مدد نہ ملے وہ اپنے مکانات نہیں بنا سکتے۔

دیہاتوں میں مکانات بچ گئے ہیں مگر کھیتوں کی حالت ایسی ہے۔ جیسے میدان جنگ کی ہوتی ہے۔ یہ علاقہ بہت ہی زرخیز تھا۔ مگر سیلاب نے سب کچھ تباہ کر دیا۔ شمالی بہار میں ریلیں اور سڑکیں ایسی تباہ ہوئیں ہیں۔ کہ صرف بیل گاڑیوں پر یا سڑکوں پر اور یا پیدل جا سکتا ہے۔ ایک بڑی دقت یہ ہے۔ کہ جا بجا زمین کی سطح ناہموار ہو گئی ہے۔ دریاؤں اور چشموں کا رخ بدل گیا ہے۔ چنانچہ جن کھیتوں میں پہلے پانی پہنچایا جا سکتا تھا اب وہاں پانی نہیں پہنچ سکتا۔ سب سے زیادہ نقصان نیشکر کی کاشت کو پہنچا ہے۔ بہت سے شکر کے کارخانے تباہ ہو گئے ہیں

اخبار اتحاد پٹنہ (۱۲ فروری) میں ایک نامہ نگار خصوصی لکھتا ہے۔

اخبارات میں عام طور سے موتی ہاری کے متعلق نہایت مختصر اور بے وقعت خبریں شائع ہوئی ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ اس قصبہ میں نسبتاً اموات کم ہوئیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ موتی ہاری میں مظفر پور اور مونگیر سے بھی سخت زلزلہ محسوس کیا گیا۔ زلزلہ کی نوعیت یہاں بالکل دوسری قسم کی تھی سب سے زیادہ ہولناک جھٹکہ مسجد کے نزدیک محسوس ہوا۔ مسجد کی عمارت اطراف و جوانب میں سب سے زیادہ مستحکم تھی لیکن زلزلے نے اس کے پرخچے اڑا دئے ایک ایک انچ زمین شق ہو گئی زمین کا طبقہ الٹ گیا اور جا بجا ۵ فیٹ گہرے گڑھے پڑ گئے۔ آس پاس کی عمارتوں کا بھی یہی حشر ہوا۔ اسی قسم کا ہولناک جھٹکا کربلا کے نئے محلہ میں محسوس کیا۔ نئی اور خوبصورت عمارتیں اپنی جگہ سے کئی کئی فیٹ پرے پھینک دی گئیں۔ مکانات کے اکثر حصے جھیل کی نذر ہو گئے۔ کربلا کی عمارت معہ بنیاد اپنی جگہ سے ۱۲ فیٹ جھیل کی طرف پھینک دی گئی۔ ایک دس فیٹ چوڑا نالہ نمودار ہوا۔ اور مکانات اور سڑکوں کو پاش پاش کرتا ہوا جھیل میں جا گرا۔ بعض مکانات کئی فیٹ زمین میں دھنس گئے۔ غرضیکہ اس محلہ میں ایسا خوفناک منظر نظر آتا ہے۔ جسے انسانی آنکھوں نے کبھی دیکھا نہ ہو گا۔

شہر کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ سڑکوں پر اور پختہ مکانوں میں ۲ فیٹ سے ۵ فیٹ تک ریت جم ہو گئی ہے۔ جا بجا ہولناک غار نمودار ہو گئے ہیں۔ چند گز زمین بھی کہیں سالم نظر نہیں آتی۔ موتی ہاری ریگستان کا ایک خطہ معلوم ہو رہا ہے۔

زلزلہ کے بعد فوراً ہی زمین سے پانی ابلنا شروع ہوا۔ اور پانی کی گرجتی ہوئی لہریں تعاقب کر رہی تھیں۔ لوگ بے تحاشا بھاگے جا رہے تھے۔ اکثر جانیں اسی سے ضائع ہوئیں۔ بعض مقامات پر زمین شق ہوئی۔ اور لوگ معاً اندر دفن ہو گئے۔ اکثر

اسقاط حمل (اٹھرا)

اور

ام الصبیان کا بہترین علاج

ان مستورات کو جن کو اکثر اسقاط ہوتا رہتا ہو۔ یا جن کے بچے مرض ام الصبیان میں اکثر فوت ہو جاتے ہوں اس دوا کے کھانے سے انشاء اللہ العزیز نہ تو اسقاط ہو گا۔ اور بچہ مرض ام الصبیان میں مبتلا ہو گا۔ بلکہ خداوند پاک کے فضل و کرم سے زندہ اور تندرست لڑکے ہی لڑکے پیدا ہونگے۔

پہلے میری اہلیہ کو چند مرتبہ اسقاط ہونے کے بعد ایک لڑکا اچھا تندرست و توانا بنام عبدالرب مورخہ ۴ اپریل ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوا جو مرض ام الصبیان میں چند مہینے بعد فوت ہو گیا۔

لہذا میں نے فوراً ہی حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی اول مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں تمام حالات لکھے۔ حضور نے فوراً دو نسخہ اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائے۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ ایام حمل میں ایک دوا صبح اور دوسری دوا شام کو کھلائی جائے تا وقتیکہ بچہ پیدا نہ ہو اس وقت تک صبح اور شام یہ دوائیں کھلاتے رہیں۔ حضور کے حکم کے مطابق دوائیں تیار کر لی گئیں۔ اور ایام حمل میں کھلانی شروع کی گئیں۔ خداوند پاک کے فضل و کرم سے ہر حمل میں لڑکا ہی پیدا ہوتا رہا۔ پہلے دوسرے تیسرے حمل میں برابر دوا کھلائی گئی۔ اور پھر کسی ایام حمل میں دوا نہیں کھلائی گئی اور خداوند پاک کے فضل و کرم سے سب بچے زندہ موجود ہیں۔

(۱) مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو عبدالرحمن پیدا ہوا۔ جو میٹرک پاس ہے

(۲) مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۱۴ء کو عبداللہ پیدا ہوا۔ جو معالج چشم ہے

(۳) مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۱۶ء کو عبدالمنان پیدا ہوا۔ جو قادیان میں مدرسہ احمدیہ کی تیسری جماعت میں پڑھتا ہے۔

(۴) مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۱۷ء کو عبدالقادر پیدا ہوا۔ یہ بھی قادیان میں مدرسہ احمدیہ کی تیسری جماعت میں پڑھتا ہے۔

(۵) مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۱۹ء کو عبدالستار پیدا ہوا۔ جو قادیان میں چوتھی پرائمری جماعت تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑھتا ہے۔

(۶) مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۰ء کو عبدالرشید پیدا ہوا۔ جو قادیان میں دوسری جماعت تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑھتا ہے۔

بعض احباب کی اس فرمائش سے کہ ان نسخوں کو طیار کر کے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچایا جائے۔ اس لئے یہ دوائیں طیار کی گئی ہیں۔ جن احباب کو ضرورت ہو۔ بذریعہ وی پی ذیل کے پتہ سے طلب فرما سکتے ہیں محصولڈاک بذمہ خریدار۔ قیمت صبح اور شام کے کھانے کی دونوں دواؤں کی تین روپیہ

ضروری نوٹ:۔ حضور کی تمام طبی کتابوں کو غور سے دیکھا لیکن یہ نسخہ کہیں لکھا ہوا نظر نہ آیا۔ خدا کے فضل و کرم سے کسی خاص وقت میں حضور نے مجھکو ہی یہ مرحمت فرمایا تھا۔ حکیم عبدالرحیم مہاجر دہلوی معالج چشم محلہ دارالفضل متصل مسجد قادیان

محلہ دار البرکات میں اب صرف چند عدد قطعات باقی ہیں

محلہ دار البرکات قادیان میں جو سٹیشن کے سامنے واقعہ ہے جس قدر توسیع سٹیشن کی طرف ہونی تھی وہ اس دفعہ کردی گئی تھی۔ اب اس میں مزید توسیع کی تجویز نہیں ہے۔ لہذا جو احباب اس محلہ میں جو آئندہ آبادی کے لحاظ سے گویا شہر کا مرکز سمجھا جانا چاہیئے زمین لینا چاہتے ہوں انہیں چاہیئے۔ کہ فوراً اپنی درخواست بھیج کر حسب پسند قطعات خرید لیں کیونکہ بعد میں یہ موقعہ نہیں رہیگا۔ اس وقت چند قطعات اس محلہ میں خالی ہیں۔ اب چونکہ رعایت کا وقت گذر چکا ہے اس لئے اندرون محلہ ۲۰؎ فی مرلہ اور بڑی سڑک پر ۳۰؎ فی مرلہ قیمت ہوگی۔ درخواست کے ساتھ قیمت بھی آنی چاہیئے۔

جن دوستوں نے جلسہ سالانہ کے موقعے پر بعض قطعات پسند کئے تھے اور واپس جا کر قیمت بھجوانے کا وعدہ تھا۔ لیکن اب تک انہوں نے قیمت نہیں بھجوائی۔ وہ اب پوری شرح پر قیمت بھجوادیں۔ کیونکہ اب رعایت کا زمانہ گذر چکا ہے۔

خاکسار: میرزا بشیر احمد۔ قادیان ۲/۲۴

ضرورت

ایک احمدی نوجوان عمر ۲۲ سال ملازمت دیہی نیٹر زمیندار ملکیت ۲۰ گھماؤں کے لئے نکاح کی ضرورت ہے۔ لڑکی کنواری خواندہ ہو۔ ذات پات کی کوئی تمیز نہ ہوگی۔ مزید حالات کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

چوہدری غلام قادر معرفت علی محمد صاحب احمدی برانچ پوسٹماسٹر اول مدرس چک ۴۳/۴ R ضلع منٹگمری

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔

قیمت معہ محصول صرف ۱۲/

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نئی دہلی سے ۸ فروری کی اطلاع ہے کہ ہز ایکسی لنسی سر ہربرٹ ایمرسن گورنر پنجاب کو ۱۵ فروری سے ۴ ماہ تک رخصت دی گئی ہے۔ آپ کی جگہ نواب سر سکندر حیات خاں ریونیو ممبر پنجاب کے گورنر مقرر کئے گئے ہیں۔

مسٹر اعجاز الحق خاں بی۔ایس۔سی جو ایک احمدی نوجوان ہیں ان کے متعلق نئی دہلی کی اطلاع ہے کہ انہوں نے مختصر نویسی کے بین الاقوامی مقابلہ میں فی منٹ اڑھائی سو الفاظ کی رفتار سے لکھ کر ہندوستان کا سابقہ ریکارڈ مات کر دیا ہے۔ آپ کو اس صلہ میں طلائی تمغہ دیا گیا ہے۔

دارالعوام میں ۶ فروری کو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سر جان سائمن وزیر خارجہ نے کہا کہ آسٹریا میں جو حالات رونما ہوئے ہیں حکومت ان کو انتہائی غور و تعمق سے دیکھ رہی ہے۔ کیونکہ برطانوی حکومت کی پالیسی یہ ہے۔ کہ آسٹریا کی آزادی اور وقار قائم رکھنے کے لئے جو کچھ وہ اپنے اثر سے کام لے سکتی ہے لے۔ اگرچہ ہمیں کسی حکومت کے اندرونی معاملات سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آسٹریا کا تحفظ اور اس کی آزادی برطانی پالیسی کا ایک ضروری حصہ ہے۔

قصور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہاں مزدور کسی تعمیر کے سلسلہ میں زمین کھود رہے تھے۔ کہ انہوں نے زمین میں سونے کی مہروں کا ایک خزانہ دبا ہؤا پایا۔ ہر مہر میں تیس روپے کی مالیت کا سونا تھا۔ یہ مہریں شہنشاہ جلال الدین اکبر کے عہد حکومت کی یادگار ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مکان تعمیر کرنے والوں نے یہ خزانہ آپس میں تقسیم کر لیا۔ مگر کسی طرح حکام کو علم ہو گیا۔ اور اس نے تمام سکے جن کی مالیت بائیس ہزار روپیہ کے قریب ہے اپنے قبضہ میں کر لئے۔

واشنگٹن سے ۵ فروری کی اطلاع ہے کہ امریکن فیڈریشن کے بیان کے مطابق دسمبر ۱۹۳۳ء میں امریکہ میں ایک کروڑ ۸۲ لاکھ اشخاص بے روزگار تھے۔ جن میں سے چالیس لاکھ اشخاص کو حکومت نے عارضی طور پر کام پر لگا لیا ہے۔

کوہ قراقرم کی مہم پر نئی دہلی کی ایک اطلاع کے مطابق سویڈن کے مشہور ماہر ارضیات مارسل کرز نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا ہے بعض اور لوگ بھی ہمراہ ہونگے۔ یہ تحقیقاتی وفد جسے حکومت ہند اور دربار کشمیر سے اجازت مل چکی ہے۔ ماہ اپریل میں کشمیر کے راستہ اپنی مہم پر روانہ ہو جائے گا۔

کرکٹ کی برطانی ٹیم ایم۔سی سی کے ساتھ ہندوستانی کھلاڑیوں کا تیسرا آزمائشی مقابلہ دس فروری سے ۱۳ فروری تک مدراس میں ہونا قرار پایا ہے۔

ڈپٹی کمشنر رہتک نے بلدیہ جھجر میں ۶ فروری کی اطلاع کے مطابق ایک خاکروب بالا سنگھ کو بلدیہ کا رکن نامزد کیا ہے۔

وائسرائے کے زلزلہ فنڈ میں نئی دہلی سے ۱۰ فروری کی اطلاع کے مطابق اب تک ۳ الاکھ ۱۷ ہزار ۶ ۳ ۴ روپے جمع ہو چکے ہیں۔

سپین کی حکومت نے میڈرڈ کی ایک اطلاع کے مطابق سیاسی اور مذہبی

انسداد بے روزگاری کے مسئلہ پر ۶ فروری کو اسمبلی میں بحث و تمحیص ہوئی۔ مسٹر ایس سی مترا نے کہا کہ یہ مسئلہ اگرچہ صوبجاتی حکومتوں سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس کا علاج مرکزی حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ صوبجاتی حکومتیں تقریباً ہر سال خسارہ میں رہتی ہیں۔ مال گذاری کا بہت بڑا حصہ مرکزی حکومت کو ملتا ہے جو حقیقتاً صوبجاتی حکومتوں سے تعلق رکھتا ہے اس لئے امید کی جا سکتی ہے کہ حکومت اس بارہ میں صوبجاتی حکومتوں کو کافی مالی امداد دے گی۔ مسٹر رام کرشنا ریڈی نے کہا کہ چار کروڑ سے زیادہ ہندوستانی صرف ایک وقت کھانا کھا کر گذارہ کرتے ہیں مگر چونکہ ہندوستان کے بے روزگار امن پسند ہیں اس لئے حکومت بے پرواہ ہے۔ مسٹر عبدالمجید چوہدری نے کہا کہ برطانیہ کے مزدوروں کی اجرتوں میں ۵ فی صدی اور جاپان میں ۱۰ فی صدی تخفیف ہوئی ہے مگر ہندوستان کے مزدوروں میں ۲۵ فی صدی تخفیف ہو گئی ہے۔ مسٹر برج کشور نے کہا کہ حکومت جو امدادی انتظام کرے۔ اس میں زراعتی اور تعلیم یافتہ مزدوروں کو بھی شامل کرے۔ پنڈت سین نے کہا کہ حکومت کو زراعت پیشہ لوگوں کی جو آبادی کی ریڑھ کی ہڈی ہیں مدد کرنی چاہیئے۔ بالآخر بعض ترامیم کے بعد انسداد بے روزگاری کی قرارداد منظور ہو گئی۔

انڈین ٹیرف بورڈ کی رپورٹ نئی دہلی کی ایک اطلاع کے مطابق حکومت ہند نے شائع کر دی ہے۔ سوتی پارچات کی صنعت کے تحفظ کی صورت دس سال کے لئے خاص محصولات کی شکل میں پیش کی گئی ہے۔ بورڈ نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ ہندوستان کے اکثر کارخانے کافی تحفظ کے بغیر اپنے سرمایہ پر کوئی بچت حاصل نہ کر سکیں گے رپورٹ میں لکھا ہے کہ اول درجہ کے کارخانوں میں صرف چند ایک ایسے ہیں۔ جن کو تحفظ کی ضرورت نہیں مگر دوسرے کارخانوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ تحفظ کے زمانہ کے دوران میں ایسی ترقی کریں کہ وہ مدت معینہ کے خاتمہ پر اس تحفظ سے بے نیاز ہو جائیں۔ رپورٹ میں یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ تحفظ کا زمانہ پانچ سال ہونا چاہیئے۔ اس مدت کے آخر میں ایک اور تحقیقات عمل میں آئے گی۔ اور اس وقت صورت حالات کے معائنہ کے بعد مزید سفارشات کی جائیں گی۔

حکومت صوبجات متحدہ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ حکومت کی یہ حکمت عملی ہے کہ کسی ایسے تعلیمی ادارے میں جس کو سرکاری امداد ملتی ہو۔ کسی طالب علم کو اس بناء پر داخل کرنے سے انکار نہ کیا جائے۔ کہ وہ نیچ ذات سے تعلق رکھتا ہے سرکاری امداد حاصل کرنے والے تعلیمی اداروں کے منتظمین کو چاہیئے کہ وہ حکومت کی اس حکمت عملی کے مطابق عمل کریں

مدراس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اگرچہ کونسل میں متعدد تجاویز پیش ہوئیں۔ کہ میزانیہ کو متوازن کرنے کی غرض سے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں تخفیف کر دی جائے۔ مگر معلوم ہؤا ہے۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ ملازمین کے مشاہروں میں تخفیف نہیں کرے گی۔ بر خلاف اس کے حکومت یہ تجویز کر رہی ہے کہ مصارف کی بعض مدات اڑا کر بجٹ کا توازن قائم کیا جائے۔

نئی دہلی سے ۹ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ جب مئی کے آغاز میں سر جارج سٹینلے شملہ میں لارڈ ولنگڈن سے وائسرائے شپ کا چارج لینگے تو سر محمد عثمان مدراس کے گورنر ہونگے۔ سر ہربرٹ ایمرسن کے چار ماہ کی رخصت پر جانے کے باعث ۱۵ فروری سے سر سکندر حیات خاں پنجاب کے گورنر ہونگے۔ بنگال میں موسم گرما کے شروع ہوتے ہی سر جان اینڈرسن رخصت پر چلے جائینگے۔ اور ان کی جگہ سر اے۔ کے غزنوی گورنر ہونگے۔

لنڈن سے ۸ فروری کی اطلاع ہے کہ نائب وزیر نوآبادیات نے دارالعوام میں بتایا۔ کہ اب تک اکتالیس ہزار یہودی فلسطین میں آباد ہو چکے ہیں۔

سکندر آباد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حیدرآباد دکن شہر سے تھوڑے فاصلہ پر مضافات میں جامعہ عثمانیہ کی نئی عمارت کی تعمیر شروع کر دی گئی ہے۔ تمام سکیم کے اخراجات کا تخمینہ دو کروڑ روپیہ ہے۔

یمن و نجد کے متعلق لنڈن سے ۸ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ اب دونوں گورنمنٹوں نے معاہدہ کر لیا ہے۔ کہ وہ بیس سال تک ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گی۔

سری نگر سے ۹ فروری کی اطلاع ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے انتباہی حکم جاری کیا ہے کہ اگر فتنہ پردازوں نے سرگرمیوں کو بند نہ کیا۔ تو شہر ملٹری کے حوالے کر دیا جائیگا۔ مسجدوں۔ مندروں اور دھرم شالاؤں میں غیر مذہبی جلسے منعقد کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں شہر میں اس قسم کے سرخ پوسٹر چسپاں پائے گئے ہیں۔ جن میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے۔

مدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر برج کے قتل کے مقدمہ کا فیصلہ ۱۰ فروری کو سنا دیا گیا۔ تین ملزمان کو پھانسی اور چار کو عبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔ چار کو بری کیا گیا۔ مگر قانون انسداد دہشت انگیزی کے ماتحت انہیں اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔

پشاور کے ایک ورنیکلر اخبار کا بیان ہے کہ افغانستان کے اہم مراکز کو جلدی ہی ریل کے ذریعہ ملا دیا جائے گا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ہرات کابل ریلوے کا ٹھیکہ غالباً ایک جرمن کمپنی کو دیا جائیگا۔

بمبئی سے ۱۰ فروری کی اطلاع ہے کہ برطانیہ کے طلائی معیار ترک کرنے کے بعد پچھلے اڑھائی سال سے اب تک ایک ارب ۸ ۶ کروڑ روپے کا سونا ہندوستان سے ممالک غیر کو جا چکا ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی